استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان



# ماہنامہ خالد ربوہ

مارچ ۱۹۶۶ء

ایڈیٹر
★ محمد شفیق قیصر ★

سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس کا ایک منظر

فی پرچہ ۶۲ پیسے
قیمت سالانہ ٦ روپے

سرپرست

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد مدظلہ

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائب ایڈیٹر

مرزا مغفور احمد

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

# ترتیب




| مضمون | مضمون نگار | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| اداریہ | ایڈیٹر | ۳ |
| معارف القرآن | پیر معین الدین صاحب ایم۔ایس سی | ۵ |
| معارف الحدیث (بیمار کی عیادت) | م۔ش۔ق | ۷ |
| ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام | | ۹ |
| تبرکات محمودؓ (احمدیوں کے فرائض) | سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ | ۱۱ |
| بیتابی (نظم) | جناب نسیم سیفی | ۱۴ |
| مصلح موعودؓ کے کارنامے | حیدر علی صاحب ظفر | ۱۵ |
| سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی | مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری مبلغ غانا | ۲۵ |
| قلبی جذبات | ملک محمود احمد صاحب ایم کام لاہور | ۳۵ |
| حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ | مکرم نصر اللہ خان صاحب ناصر | ۳۷ |
| الٰہی سلسلے اور ان کی مخالفت | مکرم محمود احمد صاحب دفتر خدام الاحمدیہ ربوہ | ۴۲ |
| جادو ــ یا کامیاب علاج | مکرم سید مولود احمد صاحب | ۴۵ |
| تصویر حق (نظم) | مکرم عبد السلام صاحب اسلام | ۴۸ |

# "سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے"



قرونِ اُولیٰ میں مسلمانوں نے علوم و فنون کی قابلِ قدر اور تاریخی لحاظ سے بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے اپنی مسیحا نفسی سے مُردہ علوم میں زندگی کی نئی رُوح پھونکی اور علم و فن سے متعلق رسائل و کتب کے انبار لگا دیئے ــــــ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ صدیوں پہلے ہمارے نامور اسلاف نے مختلف علوم کی ترقی اور اُن کی نشر و اشاعت کے لئے جو جانبازانہ اور سرفروشانہ کوششیں کی تھیں آج کا مدّعیٔ تہذیب یورپ اسی تسلسل کا راہرو ہے اور اُنہی بزرگوں کی اتباع و تقلید کر رہا ہے۔ لیکن اس تابناک ماضی پر ہم اسی صورت میں فخر کر سکتے ہیں جب ہمارا حال اور مستقبل بھی اسی کے مطابق شاندار ہو۔

خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک زندہ جماعت کی بنیاد رکھی جس کے قیام کی غرض یہ ہے کہ وہ **اسلامی علوم اور ان کے سرچشموں** کو دنیا میں بسنے والی اقوام تک پہنچائے اور انہیں علوم کی برکات سے اسی طرح سیراب کرے جس طرح کہ ہمارے اسلاف (**شکر اللہ سعیھم**) کے ذریعہ وہ سیراب ہوئیں۔

اس اہم ذمہ داری کے پیشِ نظر **مجلس خدام الاحمدیہ** کے اراکین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ "حضرت سلطان القلم" کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت کے پیشِ نظر اسلام کی قلمی اور علمی خدمت میں ایسے تابناک کارہائے نمایاں سرانجام دیں کہ اسلاف کی تلواریں، ہماری قلموں پر فخر کریں۔

خدام الاحمدیہ کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ خدام الاحمدیہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجویز فرمودہ ہے۔ ہر باغیرت شخص اور ہر باوقار تنظیم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے نام پر حرف نہ آنے دے بلکہ ممکن حد تک اس کی لاج رکھے۔ خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ غیرت اور وقار کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے نام کی لاج رکھیں اور اپنے نام پر بار بار غور کریں اور اس کے معنوں پر غور کریں۔

**رسالہ خالد** مجلس خدام الاحمدیہ کا ترجمان ہے۔ اس رسالہ کا نام "خالد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی خالدؓ کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔ اسلئے خدام الاحمدیہ کو اس نام کی بھی غیرت ہونی چاہیئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی تلوار کے ذریعہ اسلام کی جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں ان کا ذکر دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ محفوظ رہے گا ——— آج قلم کا زمانہ ہے اور ہم قلم کے ذریعہ اسلام کی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سَیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

پس خدام الاحمدیہ کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنے اس ترجمان کو محض نام کا خالد نہ رکھیں بلکہ اپنی قلموں سے اسے کام کا خالد بھی بنائیں۔ اس وقت اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بہت وسیع میدان ہمارے سامنے موجود ہے۔ پس آپ اپنی قلموں کو تیز کریں اور نہ صرف مضامین کے لحاظ سے بلکہ مالی لحاظ سے بھی رسالہ کی اعانت کریں۔ رسالہ کی بہتری کے لئے آپ کے تحریری مشورے ہمارے لئے بے حد مفید ہوں گے۔

مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے کامل امید ہے کہ اگر خدام اپنے اس فرض کی طرف پوری توجہ دیں تو خالد کی کامیابی اور ترقی لازمی و لابدی ہے ———!



# نئے لکھنے والوں سے

زیرِ نظر شمارے میں بعض احباب نے پہلی مرتبہ مضامین بھجوائے ہیں اور یہ محض خدا کا فضل ہے کہ نوجوانوں میں مضامین لکھنے کا رجحان آہستہ آہستہ پیدا ہو رہا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے یہ نئے لکھنے والے دوست اگر اسی شوق اور ذوق سے لکھتے رہے تو انشاء اللہ تھوڑی مدت میں اعلیٰ مضمون نگار بن سکتے ہیں ———!

معارف القرآن



# روحانی حیات کا مدار!

(مرتبہ :- پیر معین الدین صاحب - ایم - ایس - سی)

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(البقرہ آیت ۲۹)

ترجمہ :- تم کس طرح اللہ (کی باتوں) کا انکار کرتے ہو؟ حالانکہ تم بے جان تھے پھر اس نے تمہیں جاندار بنایا پھر (ایک دن آئے گا کہ) وہ تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا (جس کے بعد) پھر تمہیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا۔

**تشریح :- موت و حیات** - موت کا لفظ قرآن میں کئی معنوں میں آیا ہے۔ مرنے کے لئے سورۂ مریم آیت ۲۴ میں، قوت حاسہ و عقل و عمل کے نہ ہونے کے لئے سورۂ اعراف آیت ۱۲۳ میں، دکھ اور درد کے لئے سورہ ابراہیم آیت ۱۸ میں، نیند کے لئے سورۂ زمر آیت ۴۳ میں - حیات موت کی ضد ہے اور یہ لفظ قرآن میں حیاتِ اُخروی (سورہ عنکبوت آیت ۶۴) کے علاوہ منفعت کے معنوں میں بھی آیا ہے (سورۂ لقمان آیت ۲۰)

ان آیات میں اصل ذکر کلام الٰہی کا تھا اس کے تعلق میں کفار کی سزا اور مومنوں کی جزاء کا ذکر ضمناً ہوا تھا۔ اب پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وحی کے بغیر روحانی زندگی ممکن نہیں ہو سکتی - حیاتِ ابدی اسرارِ قدرت میں سے ہے۔ اس کے متعلق بجز وحی الٰہی کے انسان کچھ بھی جان نہیں سکتا - اور نہ اپنے اندر وہ قابلیت پیدا کر سکتا ہے جو اس حیات کے لئے ضروری ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تم پہلے مُردہ تھے (اشارہ موت سے پہلے کی حالت کی طرف ہے) پھر اُس نے تم کو زندہ کیا (یعنی تمہیں جاندار بنایا) پھر تمہیں (معروف) موت دے گا اس کے بعد تم کو زندہ کرے گا پھر تم کو حساب کتاب کے لئے خدا کی طرف لوٹایا جائے گا - اور اس طرح اشارہ کیا ہے کہ اسی دنیا کی خوشی اور چین انسان کا مقصدِ زندگی نہیں ہے۔

ورنہ اس قدر لمبے عمل کے بعد اُسے بے جان سے جاندار کیوں بنایا جاتا ہے اور پھر اسے موت کا مزہ کیوں چکھایا جاتا ہے۔ ایسا ہونا ہی ظاہر کرتا ہے کہ موت کے بعد ضرور ایک زندگی ہوگی اسلئے بصراحت فرمایا ثُمَّ يُحْيِيكُمْ۔

یہاں موت کے بعد حیات کا اور حیات کے بعد ثُمَّ کا لفظ رکھ کر اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ فرمانا بتاتا ہے کہ ایک قسم کی حیات تو موت کے بعد فوراً ہی مل جاتی ہے مگر حشر بعد میں ہوتا ہے۔ یہ حیات جو حشر سے پہلے ملتی ہے لازم ہے کہ اس میں بھی کوئی نیک یا بدسلوک انسان سے ہو ورنہ اس کے معنے ہی کوئی نہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حشر سے پہلے بھی ایک نامکمّل عذاب و ثواب ہوتا ہے۔ چنانچہ سورۂ مومن آیت ۴۷ سے ظاہر ہے کہ دوزخ میں داخلے سے پہلے آلِ فرعون کو عذاب ملتا رہے گا یہی مراد عذابِ قبر ہے۔



اس آیت میں منکرین سے کہا گیا ہے کہ تم رُوحانی طور پر مُردہ تھے (اور ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی صورت پیدا ہو چکی تھی) خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ کو بھیج کر تمہیں زندہ کیا۔ (دیکھیں سورۂ انفال آیت ۲۵) پھر اب قرآن کے نازل ہونے اور رسولؐ کے آنے اور ہزاروں معجزات و نشان دیکھنے کے بعد تم کیسے انکار کرتے ہو۔ (یہی بتانے کو یہاں كَيْفَ كَفَرْتُمْ کی بجائے كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ فرمایا ہے)۔ پھر اس کے بعد فرمایا ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ تم ایک مرتبہ پھر مروگے اور اللہ تعالےٰ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ اس طرح "اسلام کی دو ترقیوں کی خبر" اس میں دی گئی ہے یعنی اس میں سورۂ جمعہ آیت ۳-۴ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اس اعتبار سے ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کے یہ معنے ہوں گے کہ پھر قیامت آجائے گی اور اس طرف اشارہ نکلتا ہے کہ دینِ اسلام آخری دین ہے۔

دوسرے صحابہؓ کو کہا گیا ہے کہ ایک زمانہ تم پر ایسا گزرا ہے کہ تم بالکل مُردہ تھے یعنی ہر قسم کی ضلالت اور ظلمت میں مبتلا تھے پھر خدا نے تم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک زندگی دی۔ (اور چونکہ ہر نئی زندگی ایک موت کو چاہتی ہے تمہاری تکمیل کے لئے) وہ تم پر ایک اور موت (یعنی فنافی اللہ کی حالت) وارد کرتا ہے اور اس کے بعد تم کو بقا باللہ کا درجہ دیتا ہے اور تم ہمیشہ کی زندگی پا لیتے ہو۔

معارف الحدیث

# بیمار کی عیادت



عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخلت علی مریض فمرہ ان یدعولك فان دعاءہ کدعاء الملائکۃ ۔ (ابن ماجہ)

**ترجمہ:۔** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی عیادت کیلئے جاؤ تو اُسے اپنے لئے دعا کے لئے کہو کیونکہ اس کی دُعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔

**تشریح:۔** اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے ایک عظیم الشان نفسیاتی علاج تجویز فرمایا ہے۔

مریض جب بستر علالت پر لیٹا ہوتا ہے تو وہ اپنے آپکو بے حد مجبور اور لاچار سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو دوسرے کا دست نگر اور محتاج سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اپنی بیماری اور لاچاری کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے محنت مزدوری کرکے روزی پیدا کر سکے اس وجہ سے ایسا شخص شدید قسم کی احساس کمتری میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر مرض کی نوعیت کے مطابق مریض کے رشتہ دار اور دیگر احباب اس سے گریز کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات تیماردار مریض کی خدمت سے عاجز آجاتا ہے اور اس کی موت کی تمنا کرنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں مریض نہ صرف احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے بلکہ اس پر انتہائی مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مریض کیلئے بہت بڑے سنبھالے کا موجب بنتا ہے جس کے نتیجہ میں مریض کے افکار میں بلندی پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے اندر ایک غیر فانی روحانی قوت محسوس کرتا ہے۔

اگر کسی مریض کو یہ بتایا جائے کہ اسے کمزور اور ضعیف مریض تیرے اندر خدا تعالیٰ نے ایسی خوبی اور ایسا وصف رکھا ہے جس سے تندرست بھی محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے مستجاب الدعوات ہونے کا خاص مقام عطا فرمایا ہے۔ تیری دعا تندرستوں سے زیادہ مقبول ہے اور فرشتوں کی طرح مقبول ہے۔

اے کمزور اور لاچار مریض اگر صحت و تندرستی والے تجھ سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں تو یہ ان کی محرومی ہے، تو ان کا محتاج نہیں وہ تیری دعاؤں کے محتاج ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ایک بے کس، لاچار اور بظاہر ناکارہ و بے مصرف طبقے کا درجہ کس قدر بلند کر دیا اور آن کی آن میں اس کے احساس کمتری کو ختم کر دیا گیا ہے۔

پھر مرض میں ایک حالت ایسی بھی آتی ہے جب مریض خود اپنے آپ سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ نہ صرف احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ مایوسی اور قنوطیت کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔

مایوسی اور قنوطیت ایسی مہلک زہر ہے کہ جو اعلیٰ سے اعلیٰ صحت مند انسان کو بھی تباہ و برباد کر دیتی ہے لیکن دوسری طرف جب مریض کے سامنے یہ پہلو آتا ہے کہ خدا کے رسولؐ نے اسے کتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے تو اس صورت میں نہ صرف مرض کا احساس ہی کم ہوتا ہے بلکہ مایوسی کے مہلک جذبات بھی ختم ہو جاتے ہیں اور یہ اپنی ذات میں مرض کا ایک علاج ہے۔ اس حدیث میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کے شکستہ دل کو سنبھالا دیا ہے وہاں تندرست اور توانا لوگوں کو اس کی عیادت، تیمارداری اور خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ایک حدیث قدسی سے بھی مریض کے درجہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرمائیگا اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تم نے میری عیادت نہ کی۔ وہ جواب میں کہے گا اے میرے پروردگار میں کس طرح تیری عیادت کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اسکی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھ کو اس بات کا علم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا"۔

اس حدیث میں مریض کے درجہ کو اس قدر بلند قرار دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی عیادت کو اپنی عیادت قرار دیتا ہے۔

مریض کی دعا کی قبولیت کی وجہ در اصل اس کا دکھی اور بے قرار دل ہوتا ہے۔ مریض کی اضطراری کیفیت اس کی لاچاری و کسمپرسی خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔

پھر اس امر کو بھی فراموش نہ کریں، کہ اللہ تعالیٰ نے مریض کو احکام کی بجا آوری میں بہت سی سہولتیں عطا فرمائی ہیں۔ مثلاً نماز، روزے تک میں سہولت عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح وضو اور غسل میں رعایت دی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی رعایتیں مریض سے روا رکھی ہیں۔ پس جو خدا مریض پر اس قدر مہربان ہے کہ اس کی مرضی کے پیش نظر اپنے احکام میں اس کے لئے سہولتیں مہیا فرماتا ہے تو وہ اس کے دکھی دل کی پکار کو کیوں نہیں سنے گا!

پس خدام الاحمدیہ کے اراکین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیمار بھائیوں کی بیمارپرسی کے لئے جائیں اور ان کی خدمت کریں اور ان کو خوش کر کے ان کی دلی دعائیں لیں کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی دعا کو فرشتوں کی دعا کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ارشاد نبویؐ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(م۔ش۔ق)

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خوف سے پگھل جاتے ہیں، اُنہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے!

## اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا



حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔ اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد و لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو، سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے، ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پائے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ۔ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری رُوحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دُنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے ...... اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سُنو اور چُپ رہو، ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دُنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۵۰)

نوادرؔ کاتِ محمودؓ

# احمدیوں کے فرائض

(از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون ۲ جولائی ۱۹۱۳ء کے الفضل میں تحریر فرمایا ہے۔ اس مضمون میں حضورؓ نے مرکز میں بار بار آنے اور امام کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی جماعت کو تلقین کی ہے۔ باوجود اس کے اس مضمون کو لکھے ہوئے باون برس کا طویل عرصہ بیت چکا ہے لیکن اسکے باوجود یہ مضمون آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح آج سے باون سال قبل تھا۔

احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس مضمون کے مندرجات کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کی روشنی میں بار بار مرکز سلسلہ ربوہ میں آکر حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈیٹر)



اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہم میں ایک مامور مبعوث ہوا اور اپنی قوتِ قدسی اور گریہ زاری اور دعاؤں سے اُس نے آسمان کے مالک ذی العرش کے رحم کو ہم پر نازل کیا اور ایسے ایسے فضل ہوئے کہ ان کا گننا ہماری طاقت و قدرت سے باہر ہے۔ لوگوں نے اس مامور کے ماننے پر ہمیں کافر و مرتد قرار دیا۔ علماء کے فتووں نے ہمیں ان تمام گندے سے گندے القاب کا مستحق قرار دیا جو کہ ادنیٰ سے ادنیٰ، گنہ گار سے گنہ گار انسان کے لئے عقلِ انسانی نے کبھی تجویز نہ کئے ہوں ہمارے قتل کو مباح ہی نہیں کیا گیا، ہم گردن زدنی ہی نہیں قرار دیئے گئے بلکہ ہم کو قتل کیا گیا۔ رجم کا قرآن کریم میں ذکر نہیں اور حدیث میں بھی خاص ایک قسم کے زانی کے لئے اجازت اور حکم تھا مگر ہم کو رجم کیا گیا۔

یزید کی کہانی کو ہم تعجب سے سُنا کرتے تھے، مگر ہم نے سادات کو رجم ہوتا آنکھ سے دیکھا۔ اللہ اللہ اس زانی کا رجم جس کے لئے احادیث میں حکم ہے افغانستان، ایران، عرب، شام، مصر، افریقہ اور استنبول میں ترک کیا گیا مگر ہمارے رجم کا عمل درآمد ہوا۔ ہمارا مال لُوٹ لینا جائز سمجھا گیا اور ہمیں دُکھ دینا کارِ ثواب خیال کیا گیا۔ ہم سے بولنے چالنے، رشتہ داری اور ناطہ کے تعلقات

قطع سمجھے گئے اور ہمارے سلام کا جواب دینے والے کو
مرتد کا خطاب دیا گیا۔ اور بعض گدی نشینوں نے تو یہاں تک
کہہ دیا کہ جو احمدیوں سے ہمکلام ہو اس کی بیوی کو طلاق
ہو جاتی ہے۔ اور عوام الناس کو ایسا بھڑکایا کہ انہوں
نے اپنے کنوؤں سے پانی لینے سے روک دیا اور بعض
جگہ سقوں اور چوڑھوں کو روک دیا گیا کہ وہ احمدیوں
کے پانی بھریں اور ان کے مکانات کی صفائی کریں۔ دھوبیوں
سے کہا گیا کہ وہ کپڑے دھونے سے انکار کر دیں۔ اور
ملازمین کو اکسایا گیا کہ وہ احمدی آقا کی خدمت سے علیحدہ
ہو جاویں۔ اور اس پر بس نہیں ہوئی بلکہ خدا کے گھر عبادتگاہ
اللہ تعالیٰ کے نام لینے کی جگہ مساجد تک کا داخلہ ہمارے
لئے بند کر دیا گیا۔ اور من اظلم ممن منع
مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ' کو عملاً منسوخ
کر دیا۔ خائفین ہو کر مسجدوں میں داخل ہونا ترک ہوا۔
اور یہ سب کچھ ہم میں سے اکثر نے برداشت کیا۔ کیونکہ
وہ جانتے تھے کہ یہ مصائب خدا کے لئے اور اس کے
احکام ماننے کے سبب سے ان پر پڑ رہے ہیں۔ اور یہ
زبانِ حال سے اپنے تکلیف دینے والوں کو بھی کہتے رہے
کہ قل یا اھل الکتب ھل تنقمون منا
الا ان امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل
من قبل وان اکثرکم فسقون۔ ان مصیبت زدوں
نے ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کیا لیکن خدا کے مامور
کا انکار نہ کیا۔

لیکن کیا یہ مشکلات جس غرض کے لئے ہم نے برداشت
کی تھیں وہ حاصل ہو گئی ہیں؟ کیا معنے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا،
قرآن کریم کو بقدر طاقت دستور العمل بنانا، حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع۔ اگر باوجود ان مصیبتوں
کے ہم پھر بھی ویسے کے ویسے ہی ہیں اور ہمارے نفوس
کی اصلاح نہیں ہوئی، وہی گند ہمارے دلوں میں مخفی ہیں
جو پہلے تھے، شیطان نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا اور اس
طغیانی کی رو میں ہم بہے چلے جاتے ہیں جسے فیج اعوج کے
ظلمانی بادلوں نے خطرناک صورت میں ہر وادی میں جاری
کر دیا ہے، اگر ہمارے علائقِ نفس ابھی تک کٹے نہیں تو
بتاؤ ہم نے اس مامور کے ماننے سے بہ نسبت اوروں کے
کس قدر ترقی کی۔ دنیا کی نظروں میں تو ہم پہلے ہی کافر
بن چکے تھے اور ہمارے دشمنوں نے تو ہمیں پہلے ہی
بندۂ شیطان قرار دیکر طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ
ہم پر گرا رکھے تھے پھر خدا کی درگاہ سے بھی اگر یہی خطاب
ہمیں ملے اور اس کے حضور میں بھی ہم گنہگار ٹھہرے تو
ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ دنیا نے ہمیں دھتکار دیا ہے
اگر خدا نے بھی نعوذ باللہ ہم سے قطع تعلق کر لیا تو ہمارا کیا
بنے گا۔ تمام انسانوں کی نظروں میں سے ہم گر گئے ہیں اگر
اس محبوبِ حقیقی نے بھی ہمیں دل سے نکال دیا تو ہمارے
لئے کونسی جائے پناہ ہوگی۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارا تو یہی معاملہ
ہوگا کہ ؎

"نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم"

ذرہ بتاؤ تو سہی کہ اس صورت میں ہم سے زیادہ بدبخت
کون ہو سکتا ہے، ہم سے زیادہ کون مستحق ہے کہ اس پر
رویا جائے۔ اگر ہمارے اعمال درست ہوں، اگر ہم خدا
کے دربار میں بار پا جائیں تو یہ دنیا چیز ہی کیا ہے کہ

اس کا غم کیا جائے لیکن ان سب مصائب کے برداشت کرنے کے بعد بھی اگر وہ مالک ناراض رہے جو ہمارا خالق و مالک ہے تو ہم سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا۔

اس لئے اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور اپنے دلوں سے ہر قسم کے کینے اور بغض نکال دو کہ جس دل میں یہ بسیرا کرتے ہیں اسے ویران کر کے چھوڑتے ہیں اور جس آبادی میں آتے ہیں اسے برباد کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ کمزور ہوتے ہیں اور اپنی عادت سے مجبور۔ پس اگر کوئی ایسے لوگ ہوں جو اپنی نفسانی کمزوریوں کی وجہ سے اختلاف پیدا کرتے ہوں اور منصوبہ بازیوں سے مختلف جماعتوں میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہوں تو ایسے لوگوں کی صحبتوں سے بچو اور خوب سمجھ لو کہ اختلاف تنزّل کی جڑھ ہے۔ بدزبانی اور بدلگامی چھوڑ دو کہ ان سے لڑائی بڑھتی ہے۔ بعض لوگ اپنے جوشوں کو دبا نہیں سکتے اور جو منہ میں آتا ہے کہہ بیٹھتے ہیں اور بعد میں انہیں پچھتانا پڑتا ہے لیکن ان کے پچھتانے سے کیا بنتا ہے! اختلاف کا بیج جو تمام مصیبتوں کا اصل باعث ہے وہ بویا جاتا ہے یہ تو ایک چھوٹا سا لفظ کہہ کر الگ ہو جاتا ہے لیکن ابتلاؤں کی آندھیاں قوم کو آ گھیرتی ہیں اور مصیبتوں کے بادل ٹوٹ پڑتے ہیں اور تباہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں پس بدزبانی سے بچو اور کسی کی نسبت کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرو کہ اس سے قومی تفرقہ بڑھے کیونکہ قوموں میں تفرقہ ڈالنے والے خدا کے نزدیک ملعون ہیں۔ ہر ایک جو قطع رحمی کرتا ہے، ہر ایک جو کسی گھرانے میں فساد ڈلواتا ہے، ہر ایک جو کسی جماعت میں اختلاف کا باعث ہوتا ہے وہ خدا کے احکام کے ماتحت کاٹا جاتا ہے۔ پس وہ کام مت اختیار کرو کہ جس میں خدا کو اپنا دشمن بنا لو۔ انسان کی دشمنی کی برداشت بھی مشکل ہوتی ہے پھر کون ہے جو خدا کے غضب کا مقابلہ کر سکے۔ پس اپنی حالتوں پر رحم کرو اور بجائے دوسروں پر نکتہ چینی کرنے کے اپنی اصلاح کرو کہ قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کتنے آدمیوں کی نکتہ چینی کی بلکہ خدا تعالیٰ سوال کرے گا کہ تم نے اپنے نفس کی اصلاح کے کیا سامان کئے۔ پس پیشتر اس کے کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے اپنی فکر کرو۔ بدظنیوں کو چھوڑ دو کہ یہ بہت سے فسادات پیدا کر دیتی ہیں۔ ان تمام باتوں سے بچنے کیلئے اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے جڑ سے تعلق پیدا کرو کہ اس کے بغیر تر و تازگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک شاخ کو جڑھ سے علیحدہ کر کے ایک بہتے ہوئے دریا میں بھی ڈال دیا جائے تو وہ بار آور نہیں ہو سکتی لیکن اگر وہ تنے کے ساتھ لگی ہوئی ہو تو تھوڑے سے پانی دینے سے بھی سرسبز ہو سکتی ہے۔ پس قادیان سے تعلق بڑھاؤ اور اپنے امام کی صحبت کو زیادہ اختیار کرو کیونکہ خوشیوں کے دن ہمیشہ نہیں رہتے اور زمانہ میں تغیر و تبدل ہوتے رہتے ہیں۔ دردمند دلوں کا ملنا آسان نہیں اور خیر خواہ انسان عنقا سے زیادہ معدوم ہیں۔ پس خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کرو اور کونوا مع الصادقین کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤ اور قادیان کی آمد و رفت کو زیادہ کرو تاکہ بہت سی بدظنیوں سے بچ جاؤ۔ اور اگر اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو مجھے خطرہ ہے کہ ولئن کفرتم انّ عذابی لشدید کے ماتحت نہ آ جاؤ۔ حضرت مسیح موعود

نے عبدالحکیم کے مرتد ہونے کی وجہ یہی لکھی ہے کہ وہ قادیان کم آتا تھا۔ پس تم اس راہ پر مت چلو کیونکہ یہ راہ خطرہ سے خالی نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ احمدی کیسا ہے جو سال بھر میں دو تین دفعہ بھی قادیان نہیں آتا اور اس امام کی صحبت سے فائدہ نہیں اُٹھاتا جس کے ہاتھ پر وہ اپنے آپ کو بیچ چکا ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو کہ جو لوگ تجرّد و خودی کو چھوڑ کر قادیان میں آتے ہیں ان کو یہاں سے ایک تعلق ہو جاتا ہے اور بار بار یہاں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُن کی زندگیاں دوسروں کی نسبت بہت پاک ہوتی ہیں۔ پس اپنے امام کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤ۔ قادیان کے احمدیوں کی نسبت خدا نے خود خبر دی ہے کہ وہ نیکوں کی جماعت ہوگی۔ پس ان کی نسبت بدظنیاں کر کے اپنے آپ کو ہلاک مت کرو اور اگر شک ہو تو براہین کا مطالعہ کرو کہ وہ تمہارے لئے روحانی زندگی کا باعث ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے اور اپنی رحمت کے دروازے تمہارے لئے کھول دے۔ آمین ثم آمین" ◆

---
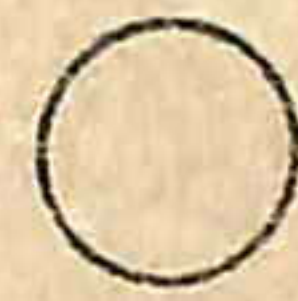
حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"جو اعلیٰ چیز سے تعلق رکھتا ہے وہ خود بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ فروری سنہ ۱۹۱۷ء)

---

# بیتابی ــــــــ!

(جناب نسیم سیفی)

دل کیا کیا پامال ہُوا ہے تم سے کون کہے
آنکھوں کا جو حال ہُوا ہے تم سے کون کہے

لوگ سمجھتے ہیں کہ ابھی تو کل ہی گئے ہو تم
میں کہتا ہوں سال ہُوا ہے تم سے کون کہے

وصل کی بیتابی تو تم نے آنکھوں دیکھی ہے
فرقت میں جو حال ہُوا ہے تم سے کون کہے

ہر آنسو میں ایک ندی ہے ہر ندی میں دریا
ہر قطرہ سیال ہُوا ہے تم سے کون کہے

باتوں باتوں گیت ڈھلے ہیں گیتوں میں ہیں غم
ہر نغمہ جنجال ہُوا ہے تم سے کون کہے

کوچے کوچے تم کو نسیمِ آشفتہ نے ڈھونڈا
بے چارہ بے حال ہُوا ہے تم سے کون کہے

# مصلح موعودؓ کے کارنامے

(حیدر علی ظفر۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان انسان دنیا میں شاذ ہی تشریف لاتے ہیں۔ آپ کے وجودِ باوجود کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس پیشگوئی سے ہو سکتا ہے جو یہود کی کتاب احادیث طالمود میں پائی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"It is said that he (the Messiah) shall die and his Kingdom decend to his Son and grandson."

(طالمود مرتبہ جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۲)

ترجمہ:۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ مسیح کے وفات پانے کے بعد اس کی بادشاہت (یعنی آسمانی بادشاہت) اس کے فرزند اور پھر اس کے پوتے کو ملیگی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود و مہدی مسعود کی خوشخبری کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خبر کو اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

قد أخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنّ المسیح الموعود یتزوّج ویُولد لہٗ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ۔ ناقل) ففی ھٰذا اشارۃ الی أنّ اللّٰہ یعطیہ ولدًا صالحًا یشابہ أباہ ولا یأباہ ویکون من عباد اللّٰہ المکرمین۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ اس میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے، کہ خدا تعالیٰ اُسے ایک نیک اور صالح لڑکا عطا کرے گا جو اپنی صفات میں باپ کا مشابہ ہوگا۔ اور وہ اس کا انکار نہیں کریگا اور وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور معزز بندوں میں سے ہوگا۔"

اُمتِ محمدیہ میں متعدد اولیاء اور بزرگوں نے بھی مصلح موعود کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئیاں کی ہیں۔ چنانچہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ امام مہدی کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ؎

دورِ اُو چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم
(قصیدہ نعمت اللہ ولیؒ بحوالہ نشان آسمانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ۱۸۸۶ء میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک حُسن و احسان میں اپنے نظیر بیٹے کی پیشگوئی کی جو پیشگوئی "پسرِ موعود" کے نام سے موسوم ہے۔ اس پیشگوئی میں لکھا ہے:۔

"وہ (مصلح موعود ۔ ناقل) دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا.... ..... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا..... مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا..... وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

یہ پیشگوئیاں ایک ہی مبارک و مسعود وجود کے ذریعہ سے پوری ہوئیں۔ وہ تھا خدا تعالیٰ کا ایک جری پہلوان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق القول غلام، اسلام کا نامور فرزندِ جلیل، مسیح موعودؑ کا موعود خلیفہ، احمدیت کا فتح نصیب جرنیل، قدرتِ ثانیہ کا مظہرِ ثانی یعنی جماعت احمدیہ کا عظیم رہنما حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس جلیل القدر امام، مہتم بالشان انسان، سپہ سالارِ احمدیت، جید اور با عمل بطلِ جلیل کے تمام کارہائے نمایاں کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ دریا کو کوزے میں بند نہیں کیا جا سکتا، بجلی کو رسیوں میں باندھا نہیں جا سکتا، طوفان کو زنجیروں میں جکڑا نہیں جا سکتا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زرّیں کارناموں کو قیدِ تحریر میں لایا جا سکے۔

یہ مسیح موعود علیہ السلام کا عمر پانے والا بیٹا اکاون سال سے زائد عرصہ تک جماعتِ احمدیہ کا قائد اور رہنما رہا۔ اس بابرکت، کامیاب و کامران، مظفر و منصور، مبارک و مسعود، شاہد و مشہود، عامر و معمور وجود باوجود کے دَور میں مخالفانہ ہواؤں کے کئی طوفان اُٹھے اور اندرونی و بیرونی فتنوں نے جنم لیا، مستریوں کا فتنہ اُٹھا، مصریوں نے سر اُٹھایا، شدھی کا ریلا، عیسائیوں

کی ریشہ دوانیاں، احراریوں کی یلغار، ۱۹۴۷ء کا طوفان، غرض کتنے خطرناک اور ہلاکت خیز طوفان اُٹھے جو اسے اپنی زد میں لے کر نعوذ باللہ نیست و نابود اور ناکام و نامراد کرنا چاہتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کے اس قائم کردہ لیڈر، اولوالعزم امام، وسیع النظر اور صاحبِ فراست انسان، ایک نہایت زیرک اور معاملہ فہم بزرگ اور غیر معمولی نقطہ رس و نقطہ پرور ہادی نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ ایک ہونہار قابل ترین مدبر، فاتح جرنیل اور قابل ملاّح کی طرح احمدیت کی ناؤ کو آگے ہی آگے بڑھایا۔ یہاں تک کہ ایک وقت آگیا کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بویا تھا اور جس کی آبیاری حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے کی تھی وہ ایک تناور اور بار آور درخت بن گیا جس کی شاخیں مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں پھیل گئیں۔ مولوی ظفر علی خان شدید مخالفت کے باوجود یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:۔

"یہ (احمدیت۔ ناقل) ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں۔" (اخبار زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء)

## استحکام خلافت

اسلام کا یہ کامیاب و کامران جرنیل، مسیح موعودؑ کا عمر پانے والا بیٹا، باغِ احمد کا خوشنما پھول، مجیّرِ فطرتِ انسان، جرأت کا نشان، گوہرِ نایاب، لعلِ بے بہا، اور درِ یتیم تقریباً باون ۵۲ سال تک جماعت احمدیہ کی پاسبانی کرتا رہا۔ وہ نورانی پیکر جس کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے صدیوں کے اندھیرے چھٹ گئے، جس نے مسند آرائے خلافت ہوتے ہی فتنہ پرداز غیر مبائعین کا سر کچلا اور ہمیشہ کے لئے ان کی قوت اور طاقت کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ فتنہ پرداز لوگوں کے قلع قمع کے بعد مسئلۂ خلافت یعنی خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے برکات و فیوض کو اپنے عمل اور تصانیف و تقاریر سے اس قدر واضح اور مبین کر دیا کہ آج تک جماعتِ احمدیہ اور خلافت نے لازم و ملزوم کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور اسی مرکزیت کی وجہ سے جماعت دنیا سے اپنی فعالیت اور حسنِ کارکردگی کا لوہا منوا رہی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ میں خلافت کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ اگر لاکھوں اور کروڑوں مخالفینِ شمعِ احمدیت اس نور کو بجھانے کی کوشش کریں وہ ناکام و نامراد رہیں گے اور جو سانپ اس الٰہی سلسلہ کے ڈسنے کو سر نکالے گا وہ کچلا جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ ثالث کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

## جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کا انعقاد۔

خدا تعالیٰ کے اس بہادر پہلوان، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدا و فریفتہ عاشقِ یکتا اور فخرِ رسلؐ کا سب سے بڑا شہرہ آفاق مذہبی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سرکارِ دوعالم سید الاولین والآخرین فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی بلند و بالا شان، مناقبِ عالیہ اور محامدِ حسنہ کے اظہار اور آپ کے ممتاز فضائل و خصائص کو ساری قوموں اور ملتوں پر آشکار کرنے کے لئے جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۸ء سے تمام مسلمان عموماً اور جماعتِ احمدیہ خصوصاً ہر سال ایک ایسا دن مناتی ہے جس دن سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے علاوہ آپؐ کی تعلیمات اور سیرت کے روشن پہلو دنیا کے سامنے لائے جاتے ہیں۔

حضرت فضلِ عمرؓ کے اس مؤقر مذہبی و روحانی کارنامہ نے لاکھوں بلکہ کروڑوں غیر مسلموں اور مشرکوں کی ذہنیت کو بدل دیا۔ روز بروز عاشقانِ رسولؐ کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ حضور رسالتمآب کی اعلیٰ ترین خصوصیت اور ممتاز ترین فضیلت کا اعتراف اور اظہار کرنے والے لوگ دن بدن حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں۔

## تنظیمی کارنامے

حضرت فاروقِ ثانی فضلِ عمرؓ کا ایک اور محیر العقول، تحیر خیز لامثال اور درخشندہ تنظیمی کارنامہ جس نے تمام اقوامِ عالم کی نگاہیں جماعت احمدیہ کی طرف مرکوز کر دیں یہ ہے کہ آپ نے سلسلہ احمدیہ کے قائم کردہ نظام کو غیر معمولی حالات میں شاندار ترقی اور وسعت دی۔ صدر انجمن احمدیہ میں کئی شعبوں اور نظارتوں کی ایزادگی کے علاوہ مجلس شوریٰ کا انعقاد اور محکمہ قضاء کا قیام اس تنظیم کے اہم حصے ہیں۔ یہ ایسے کارنامے ہیں جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

## مجلسِ شوریٰ کا انعقاد

یہ مجلس سال میں ایک بار مرکزِ سلسلہ میں منعقد ہوتی ہے جس میں تمام جماعت ہائے احمدیہ کے منتخب نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ایک ایجنڈا تیار کیا جاتا ہے۔ پھر خلیفۃ المسیح یا آپ کے نمائندۂ خصوصی کی صدارت میں ممبرانِ مجلس ہذا اس ایجنڈے پر غور و خوض کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اور اس راہ میں پیش آنے والے مسائل کا حل، آمد و خرچ کا بجٹ پاس کرنا اور نئے سال کے لئے لائحہ عمل تجویز کرنا اس مجلس کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

## محکمہ قضاء کا قیام

اس محکمہ کا قیام حضرت مصلح موعود علیہ السلام کا ایک ایسا عالی شان اور مدبرانہ کارنامہ ہے جس سے سلسلہ کا ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ اور بہت سا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ احمدیوں کے تمام متنازعہ فیہ معاملات اس محکمہ کے ذریعہ چکائے جاتے ہیں۔ حضور انورؓ کے اس شاندار کارنامہ کے دور رس اثرات مالی، اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بہت زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔

## ذیلی تنظیموں کا قیام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کے مختلف طبقوں کی موثر تربیت اور انہیں مستقبل میں اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لئے جماعت کے مردوزن کو انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ جیسی ذیلی تنظیموں میں تقسیم کیا گیا۔

حضور انور رضی اللہ عنہ کی دور بین نگاہوں نے اس امر کو بھانپ لیا کہ "طفلِ امروز قائدِ فردا" اور آج کی بچیاں کل قوم کی مائیں ہوں گی۔ اس لئے معمر مردوزن، نوجوان، بچوں اور بچیوں کی تربیت کے علاوہ نوعمر، نوخیز اور نونہال فرزندانِ احمدیت کی تربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد خواہ مرد ہو یا بچہ مقامی انجمن احمدیہ کا ممبر ہونے کے علاوہ جماعت کی کسی نہ کسی ذیلی تنظیم میں بھی شامل ہے۔

حضرت فضلِ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ایک ایسا قابلِ تحسین کارنامہ ہے جس کی داد ہر دوست و دشمن نے دی۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔ چنانچہ ایک معاند اور بہت ہی متعصب جریدہ "پیسہ اخبار" کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

"جماعتِ احمدیہ کی کامیابی اس کے اعمال کی صداقت کی وجہ سے ہے جہاں تک ولولہ اور جوش اور ایثار اور فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے۔ عیسائیوں کی جماعت "جماعت احمدیہ" کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ احمدی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ کے نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کے ہر شعبہ میں اس قدر باقاعدگی اور ضابطہ داری اور اصول پرستی ہے جس قدر کہ منتظم گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں ہوا کرتی ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی کارگزاریاں جس قدر اخبارات میں چھپ رہی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُرجوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو ہمیشہ تازہ دم رکھیں گی۔"

(پیسہ اخبار ۱۱ر نومبر ۱۹۳۲ء)

## اشاعتِ اسلام

اسلام اپنے پہلے دَور میں خصوصاً حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پُر سطوت عہد میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک میں پھیل گیا اور جگہ بجگہ اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اسی طرح اسلام اپنے دَورِ ثانی میں بھی حضرت فاروقِ ثانی فضلِ عمر رضی اللہ عنہ احمدیت کے فائق ترین جرنیل اور موعود علمبردار اسلام کی قیادت میں دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچا۔ وہ صدا جو ایک دن ریگستانِ حجاز اور کعبہ کی چٹانوں سے بلند ہوئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے صحرائے افریقہ میں پھیل گئی، وہی صدا

اس زمانہ میں قادیان کی بستی سے بلند ہوئی اور مصلح موعودؓ کے ذریعہ افریقہ، امریکہ، چین، جاپان، جرمنی، سپین، ناروے، غرضیکہ دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے تک پہنچی۔ اس صدائے حق کی گرج سے شرک و کفر کے بادل چھٹ گئے اور آفتاب اسلام نے جلوہ ریز ہو کر دنیا کے گوشہ گوشہ کو منور و متجلی کر دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہایت ذی شان، فاتحانہ کارنامہ جو درحقیقت کئی کارناموں پر مشتمل ہے اور جس پر روشنی ڈالنا ایک بہت بڑی تفصیل چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اندرون ملک اور بیرونِ ملک میں تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کے لئے مبلغوں اور مشنروں کا ایک جال بچھا دیا۔

آپ کے عہد مبارک میں جماعتِ احمدیہ نے کس سرعت سے ترقی کی؟ افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں سے لے کر یورپ و امریکہ کے شاہی ایوانوں تک اسلام پہنچا اور وہاں صدائے حق بلند ہوئی۔ وہ قلوب جو عرصہ دراز سے آبِ حیات سے محروم تھے انہیں آبِ حیات سے سیراب کیا۔ تثلیث و الحاد کے قلعوں کو ریزہ ریزہ کر کے وہاں نورِ اسلام کی شمعیں فروزاں کیں۔

سارے یورپ و امریکہ، ایشیا، افریقہ اور کُل جزائر کو آفتابِ اسلام کی ضیاء پاش کرنوں سے منور کرنے کے لئے اٹل ارادہ کے ساتھ اپنے سپاہیوں کو ایک خاص سکیم اور تربیت کے ساتھ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔

اس کام کی سرانجام دہی کے لئے آپ نے ۱۹۱۹ء میں نظارت دعوت و تبلیغ کا ادارہ قائم کیا ایک "انجمن ترقی اسلام" بنائی۔ دنیا کے چپے چپے میں توحید اور اشاعت اسلام کے مراکز قائم کئے، مساجد تعمیر کروائیں، مدارس کھولے، مختلف زبانوں میں قرآن مجید اور کتب سلسلہ کے تراجم کروائے اور اخبار و جرائد جاری کئے۔

## تحریک جدید

اشاعت اسلام کے کام کو مضبوط سے مضبوط تر اور مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے خدائی منشاء کے مطابق تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۴ء میں جب احرار نے (نعوذ باللہ) قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا ارادہ کیا تو حضورؓ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک تحریک کی بنیاد ڈالی۔ یہ عظیم اور مہتم بالشان تحریک جس نے چند سالوں میں ہی عیسائیت کی عظیم طاقتوں کے طلسم کو پاش پاش کر دیا اور دشمنانِ احمدیت کو پست و پامال کر دیا "تحریک جدید" کے نام سے موسوم ہے۔ مذکورہ تحریک کی غرض و غایت محرکِ تحریک نے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:-

> "تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہمارے پاس اتنی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔"
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

## وقفِ جدید

سنہ ۱۹۵۷ء میں اندرونِ پاکستان میں تبلیغ اور جماعت احمدیہ کی تربیت کے لئے حضرت المصلح الموعود رضؓ نے "وقفِ جدید" کے نام سے ایک تحریک جاری فرمائی ۔ اس تحریک کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں :-

"مَیں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان تحریکِ جدید کے ماتحت وقف کرتے ہیں وہ براہِ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ مَیں ان سے ایسے رنگ میں کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کر سکیں اور مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں ۔"

(الفضل مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۵۸ء)

حضرت مصلح موعود علیہ السلام کی تبلیغی جد و جہد اور اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام ایک ایسا کارنامہ ہے جس کا اقرار کئے بغیر دشمن بھی نہیں رہ سکتے ۔ والفضل ما شهدت به الاعداء ۔ ہمارے مخالف مصری اخبار "الفتح" کے ایڈیٹر نے سنہ ۱۳۵۱ھ میں لکھا :-

"مَیں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی ۔ انہوں نے بذریعہ تحریر و تقریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے اور مشرق و مغرب کے مختلف ممالک و اقوام میں بصرفِ زرِ کثیر اپنے دعویٰ کو تقویت پہنچائی ہے ۔ ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظم کر کے زبردست حملہ کیا ہے اور ایشیا، یورپ، امریکہ اور افریقہ میں ان کے اپنے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں لیکن تاثیرات و کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں ۔"

(الفتح ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۱ھ القاہرہ)

## علمی کارنامے

مسیح موعودؑ کا یہ لختِ جگر، علم و معرفت کا دریا، روحانیت کا ایک سمندر، فوق العادت فصیح اللسان انسان اور سب سے بڑھ کر سخت ذہین و فہیم، علوم ظاہری و باطنی سے پُر و مملو، باکمال ادیب، بلند پایہ شاعر، عظیم مصنف، بے بدل مقرر اور لاجواب مورخ تھا۔ جس کے نوکِ قلم سے توحیدِ باری تعالیٰ، رسالتِ نبی کریمؐ، صداقتِ مسیح موعودؑ، وفاتِ مسیح ناصریؑ، خلافتِ احمدیہ اور نوعِ انسان کو روحانی، اخلاقی، تمدنی، اہلی، سیاسی اور قومی زندگی کے لئے لعل و جواہر سے بھرپور مضامین نکلے ۔ اسلام کا یہ جلیل القدر داعی، عاشقِ کلامِ پاک، مصلحینِ اُمت کی گوناگوں صفات کا مرقع اور دورِ حاضر کا عظیم مدبر، مذہبی و سیاسی رہنما

جو دنیا بھر کے علوم و فنون میں یکتائے روزگار تھا۔ کوئی بی۔ اے، ایم۔ اے یا فاضل نہ تھا۔ خدائے ذوالجلال نے آپ کو علمِ لدُنّی عطا کیا تھا اور اپنے صحیفۂ پاک کے رموز و معانی سمجھنے و سمجھانے کی ایسی معرفت اور صلاحیت عطا کی تھی کہ دنیا بھر کے علوم و فنون سے متعلق سوالات کا جواب اور دنیا کے دقیق ترین علمی، سیاسی، اقتصادی اور صنعتی عقدوں اور الجھنوں کا حل آپ نے قرآن مجید سے ہی کیا۔

آپ کی زبان نہایت صاف اور شستہ تھی۔ گویا کہ موج کوثر کی سی مٹھاس رکھتی تھی۔ آپ نے کئی کئی گھنٹوں اہم علمی مضامین پر تقاریر کیں۔ وہ تقاریر اس قدر سادہ اور عام فہم ہوتی تھیں کہ ہر سننے والا خواہ وہ عالم ہو یا جاہل یکساں فائدہ اٹھاتا تھا۔ ایک موقع پر لاہور میں آپ نے ہسٹاریکل سوسائٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے "اسلام میں اختلافات کا آغاز" پر ایک مدلل تقریر فرمائی۔ جلسہ کے اختتام پر صدرِ مجلس جو کہ اسلامیہ کالج کا مایۂ ناز پروفیسر تھا حضورؓ کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

"حضرات! میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفلِ مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی اور بجلی کے لیمپ کی روشنی (جو اوپر آویزاں تھا) میں ہے۔"

(بحوالہ الفضل ۸ر مارچ ۱۹۱۹ء صفحہ ۵)

حضورؓ اعلیٰ درجہ کے مصنف بھی تھے۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی بے شمار تصانیف و تقاریر میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، سیرۃ خیر الرسلؐ، نبیوں کا سردارؐ، حقیقۃ النبوۃ، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام اور ملکیتِ زمین، نظامِ نَو، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، دعوۃ الامیر (والیٔ افغانستان کو دعوتِ حق) سیرِ روحانی اور ملائکۃ اللہ۔

اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی تصنیف تفسیر کبیر کو پڑھ کر آپ کی علمیت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ برصغیر کے مشہور اہلِ قلم اور محقق ادیب علامہ نیاز فتحپوری تفسیر کبیر جلد سوم کے مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں:۔

"یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا

حسنِ استدلال اس کے ایک ایک
لفظ سے نمایاں ہے۔"

مولانا ظفر علی خان مخالفینِ احمدیت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے
لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت
تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس
قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔۔۔۔"
("ایک خوفناک سازش" ص۱۹۶ مؤلفہ
مظہر علی اظہر)

## قومی، ملکی اور سیاسی کارنامے

خدا تعالیٰ نے حضرت المصلح الموعود رضؓ کو صرف باطنی علوم سے وافر حصہ عطا نہیں کیا تھا بلکہ پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق ظاہری علوم سے بھی آپ کو نوازا تھا چنانچہ مسلمانوں کے اس قائدانہ صلاحیتوں کے مالک اور فتح نصیب جرنیل، مدبر، مفکر، سیاستدان، حب الوطنی کے جذبہ سے معمور، ہمدردِ انسانیت، مسلمانوں کے بہی خواہ عظیم رہنما نے قدم قدم پر اہم سیاسی مسائل میں مسلمانوں کی راہنمائی کی اور مسلمان قوم کے لئے اہم قومی، ملی، ملکی، سیاسی اور علمی خدمات سرانجام دیں۔ تحریکِ ہجرت اور ترکِ موالات میں مسلمانوں کی رہنمائی، مذہبی پیشواؤں کی عزت و ناموس کے احترام کے لئے قانون پاس کروانا ملکانہ میں فتنۂ ارتداد کا مقابلہ، سائمن کمشن و گول میز کانفرنس سے متعلق تصانیف، قیامِ پاکستان اور استحکام کے لئے سعیٔ پیہم اور دیگر کئی امور میں آپ نے صحیح رنگ میں مسلمانوں کی راہنمائی کی۔ آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے۔ مدیر روزنامہ سیاست لاہور نے اپنی ایک اشاعت میں حضور علیہ السلام کے متعلق لکھا:-

"آپ کی سیاست کا ایک زمانہ
قائل ہے۔ نہرو رپورٹ کے خلاف
مسلمانوں کو مجتمع کرنے، سائمن کمشن
کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ
پیش کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے
متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع
کرنے میں آپ نے بہت ہی قابلِ تعریف
کام کیا ہے۔" (روزنامہ سیاست
لاہور ۲؍دسمبر ۱۹۳۰ء)

حضرت مصلح موعود رضؓ کا سب سے بڑا ملکی، قومی اور سیاسی کارنامہ کشمیریوں کے حقوق کے لئے سیاسی جنگ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ:-

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں
کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین
کے کناروں تک شہرت پائے گا اور
قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"
(سبز اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء)

مسلمانانِ کشمیر کی امداد اور آزادی کے لئے مسلسل جدوجہد کے علاوہ ان کی اقتصادی، معاشی، سیاسی، تعلیمی، تمدنی اور معاشرتی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے آپ نے اپنے عزیز اوقات کا ایک حصہ صرف کیا۔ مسلمانوں نے آپ کو "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کا صدر منتخب

کیا۔ کشمیریوں کے ساتھ آپ کے جذبۂ ہمدردی کا اظہار
آپ کے مندرجہ ذیل مکتوب سے ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم
لوگوں کی طاقت میں جو کچھ بھی ہے اس
سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور اگر
آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے
سو سال بھی کوشش کرنی پڑی تو
ان شاء اللہ وفاداری اور نیک نیتی
سے اس کو جاری رکھیں گے۔"
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم
ضمیمہ ۱ ص۱)

اہل کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد حضرت
مصلح موعودؓ کا ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے
جو تاریخ کشمیر میں جلی اور سنہری حروف کے ساتھ
لکھا جانے کے قابل ہے۔ آپ کے اس زریں کارنامہ
کا اقرار شیخ عبدالحمید ایڈووکیٹ جموں (حال مظفر آباد
آزاد کشمیر) بایں الفاظ کرتے ہیں:۔

"میرے نزدیک دیانتداری کا تقاضا
یہ ہے کہ اس امر کا اظہار بلا خوف
تردید کیا جائے کہ میاں بشیر الدین
محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ
اور ان کی تشکیل کردہ کشمیر کمیٹی اور
ان کی جماعت کے افراد نے جو گرانبہا
خدمات تحریک آزادی کشمیر کے سلسلہ
میں انجام دی ہیں اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ
مسلمانان ریاست اپنے حقوق حاصل
کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے
ہیں۔" (بحوالہ ماہنامہ الفرقان
"فضل عمر نمبر" ۱۹۶۵ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زریں
کارنامے ایک یا دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں
ہیں۔ دراصل آپ کے بے شمار کارہائے نمایاں میں
سے ہر عمل ایک مستقل کارنامے کی حیثیت رکھتا ہے۔
آپ کے بعض کارنامے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ
آفتاب کی طرح روشن ہوتے جائیں گے اور بعض ماہتاب
کی طرح دنیا کو منور کریں گے۔ اور باقی غیر محصور اور
غیر محدود کارنامے ستاروں کی طرح دنیا کو جگمگاتے
رہیں گے۔ (اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین)

---

○

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں بہت سے ایسے لوگ
ہوتے ہیں کہ اس بات کے تو طالب رہتے
ہیں کہ دوسرے ان پر احسان کریں لیکن
اس بات کا ان کے دل میں خیال بھی نہیں
آتا کہ جن لوگوں نے ان پر احسان کیا
ہے ان کے احسانات کو یاد رکھ کر ان کا
بدلہ بھی دیں۔" (الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۱۴ء)

---

# سیرالیون میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی

اور

# اُس کے نتائج!

(۲)

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب سابق مبلغ سیرالیون)

(۷)

اِس مضمون کی پہلی قسط میں تفصیل سے بتایا جا چکا ہے کہ سیرالیون میں جماعتِ احمدیہ کے مبلغین نے کس محنت اور جانفشانی سے اسلام کے پیغام کو پہنچایا اور اسلام کے خلاف عیسائیت کے تمام حربوں کو ناکام کر دیا۔

## لٹریچر

عیسائیت نے اسلام کے خلاف جو حربے جاری کر رکھے تھے اُن میں سے ایک حربہ کثرت سے لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم تھا جس میں لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کے لئے نہایت ہی گندے اور ناپاک حملے بانیٔ اسلام اور اسلام کی تعلیم پر کئے جاتے تھے اور سکولوں میں ایسا لٹریچر طلباء کو پڑھنے کے لئے مجبور کیا جاتا۔ احمدی مبلغین کو خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ نہ صرف اسلام کے محاسن اور فضائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مطہر زندگی کو لوگوں کے سامنے پیش کریں بلکہ عیسائیت کے جارحانہ حملوں کے جواب میں ایک خاصی تعداد میں انگریزی زبان میں لٹریچر پیدا کریں۔ جس کی ضرورت ایک مدت سے ملک میں محسوس کی جا رہی تھی۔ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں کتب اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اصل عیسائیت کے استیصال اور اسلام کی سر بلندی کے لئے بیان فرمایا تھا کہ:-

"خوب یاد رکھو۔ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی۔ سو اِس سے فائدہ کیا کہ بر خلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے۔ اس کو مرنے دو۔ تا یہ دین زندہ

ہو" (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

اس اصل کو مدنظر رکھ کر اہل سیرالیون پر واضح کر دیا گیا کہ جس خدا کو عیسائیت پیش کرتی ہے وہ مُردہ خدا ہے اور اسلام کا خدا اور اسلام کا نبی اب تک زندہ ہے جس کے روحانی فیوض سے انسان دربارِ الٰہی میں رسائی حاصل کر سکتا ہے جس کا زندہ ثبوت بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے وجود میں مل سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت کے کیمپ میں ہلچل مچ گئی اور ان کو لینے کے دینے پڑ گئے اور عیسائی پادریوں نے نہ صرف خود احمدی مبلغین سے بحث کرنی بند کر دی بلکہ چرچ کے ممبران سے بھی کہہ دیا کہ احمدی لٹریچر کو ہرگز نہ پڑھا جائے کیونکہ اس میں اسلام کو اس رنگ میں پیش کیا گیا ہے اور عیسائیت کی تردید ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا خصوصاً مسیحؑ کی صلیبی موت کی تردید اور طبعی موت کے اثبات نے تو اُن کی تمام آرزوؤں پر پانی پھیر دیا

میرے قیام سیرالیون کے دوران ایک مرتبہ میرے پاس مشن ہاؤس میں ایک عیسائی عورت یہوواہ وٹنس (Johoveh Witness) فرقہ سے تعلق رکھتی تھی عیسائیت کا لٹریچر لے کر آئی میں نے اُس سے لٹریچر لیا اور کچھ دیر اسلام اور عیسائیت پر تبادلۂ خیالات بھی ہوتا رہا۔ آخر جب وہ جانے لگی تو میں نے اُسے اپنی چند کتب پیش کیں اور سب سے اوپر Jesus in Kashmir نامی ٹریکٹ رکھ دیا۔ وہ اُسے دیکھتے ہی تلملا اٹھی اور کہنے لگی یہ آپ واپس لے لیں، اسے میں ہرگز قبول نہیں کر سکتی، اس سے تو عیسائیت کی سب منادی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ایسا ہی تھا جیسا پولوس نے کہا ہے:۔

"اگر مسیح جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ۔ (کرنتھیوں $\frac{15}{14}$)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا:۔

"بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلا چلا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا ان پر رعب ڈالا کہ اس طرف مُنہ نہیں کرتے۔ گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف مُنہ کرے تو خدا اس کو سخت ذلیل کرے گا۔ اور اس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی۔ اور اس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ

میں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا
کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے۔
اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی
نشان برسائے گا اور زمین سے بھی۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں
کو نہیں دی گئی۔ پس کیا روئے زمین
میں مشرق سے لے کر مغرب کی انتہا
تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان
میرے مقابل پر دکھلا سکے۔ ہم نے
میدان فتح کر لیا کسی کی مجال نہیں جو
ہمارے مقابل پر آوے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۲۵)

یہ تو مامور زمانہ کے الفاظ تھے جو آپ کی زندگی
میں پورے ہو چکے تھے مگر بعد میں آپ کے خدام کو بھی
خدا تعالیٰ نے اس تائید و نصرت سے نوازا اور افریقہ
جیسے ملک میں جہاں عیسائی پادریوں نے اسلام کے
خلاف ایک جنگ جاری کر رکھی تھی ایسی کامیابی عطا
فرمائی کہ عیسائی پادری ان کے مقابلہ پر آنے سے بھاگنے
لگے۔

مشن کی طرف سے ایک ماہوار اخبار "افریقن
کریسنٹ" جاری کیا گیا۔ اپنا پریس نہ ہونے کی وجہ سے
اخبار ایک عیسائی دوست کے پریس میں طبع ہوتا تھا۔
اور عیسائی پادری اس بارہ میں کئی قسم کی رکاوٹیں ڈالنے
کی کوشش کرتے رہے۔ آخر اس عیسائی پرنٹر نے عیسائیوں
کے اکسانے پر نہ صرف ہمارا اخبار طبع کرنے سے انکار
کر دیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہمارا مسیح تو مردے
زندہ کیا کرتا تھا اور مختلف قسم کے معجزات
دکھایا کرتا تھا اگر آپ کا مسیح بھی اپنے دعویٰ
میں صادق ہے تو اُسے کہو کہ کم از کم تمہارا
اخبار ہی چھاپ دیا کرے۔

اس عیسائی کے مخالفانہ رویہ اور اس قسم کے
طنزیہ جواب سے ہمیں اور احباب جماعت کو سخت تکلیف
ہوئی مگر سوائے خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کرنے اور
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنے کے اور کیا کر سکتے
تھے سو ایسا ہی کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے
اور سچے مذہب اسلام اور اپنے مرسل اور مامور حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے لئے غیرت دکھائی اور عیسائی
پرنٹر کے اس قسم کے سلوک کے بعد جماعت کے اکثر احباب
میں ایک نیا اور اعلیٰ درجہ کا مستقل پریس بہت جلد
خریدنے کے لئے جوش پیدا ہو گیا اور احباب نے
بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کی اور معجزانہ رنگ میں توقعات
کے خلاف دو ہزار پونڈ کی رقم فوراً جمع ہو گئی۔ مولوی
محمد صدیق صاحب امرتسری کی تحریک پر جو اس وقت مشن
کے انچارج تھے الحاج چیف قاسم نے فوراً پانچ سو
پونڈ اس تحریک میں ادا کر دیئے۔ پھر بو (Bo) میں
ایک اور مخلص دوست الحاجی علی روجز (Ali
Rogess) نے جب اس عیسائی کے الفاظ سُنے
تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور باوجود غریبانہ حالت
کے پانچ سو پونڈ پیش کئے۔ اب وہ پہلے دوست یعنی

الحاج چیف قاسم کب پیچھے رہنے والے تھے۔ انہوں نے پانچ سو پونڈ کی مزید رقم اس فنڈ میں پیش کر دی۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہی دوست جنہوں نے پریس کے لئے اس قدر قربانی کی اور ایک ہزار پونڈ جیسی گراں قدر رقم پیش کی ابتداء میں احمدیت کے سخت مخالف تھے اور ہمارے مبلغین کو ایک دفعہ مخالفت کے جوش میں یہاں تک کہہ دیا کہ اگر یہ دریا (ان کا گاؤں دریا کے کنارے پر واقع ہے) اُلٹا چلنا شروع کر دے تو پھر بھی میں احمدی نہیں ہوں گا۔ لیکن نہ دریا نے اُلٹا چلنا ہے اور نہ میں نے احمدی ہونا ہے۔ وہ دریا تو واقعہ میں اُلٹا نہ چلا مگر ہمارے بھائی چیف قاسم کو اللہ تعالےٰ نے آخر کار احمدی ہونے کی توفیق بخشی اور وہ قربانی و ایثار میں بہتوں سے آگے نکل گئے۔

دوسرے دوست الحاج علی روجز جنہوں نے پانچ سو پونڈ پیش کئے تھے انہوں نے اخلاص اور قربانی کا ایک اور بے مثال نمونہ قائم کر دیا۔ پریس کے لئے رقم تو اکٹھی ہو چکی تھی مگر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جس میں پریس کی مشینیں لگائی جا سکیں۔ لہٰذا انہوں نے مشن کی ضرورت کے پیشِ نظر اپنا ایک مکان جس میں خود رہائش رکھتے تھے اور جس کی قیمت ایک ہزار پونڈ تھی مشن کو ہبہ کر دیا اور خود الگ مکان بنا کر رہائش اختیار کی۔ یہی دوست تھوڑا عرصہ قبل ایک اور مکان جو انہوں نے پانچ سو پونڈ لگا کر نیا تعمیر کیا تھا مشن کی لائبریری اور ریڈنگ روم کے لئے ہبہ کر چکے تھے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر مشن کی نصرت فرمائی اور اس جمع شدہ رقم سے لندن سے ایک پریس جو دو بڑی اور دو چھوٹی بجلی سے چلنے والی مشینوں پر مشتمل تھا خرید کیا گیا اور اسی بو (Bo) شہر میں جس میں اس عیسائی پرنٹر نے چیلنج کیا تھا لگا دیا گیا۔ دنیا نے دیکھا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیحؑ کی صداقت کو واضح کرنے کے لئے ایک زندہ معجزہ دکھایا ہے۔

جو لٹریچر جماعت کی طرف سے پیدا کیا گیا اس کے متعلق مسلمان لیڈروں کی آراء کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آنریبل ایم۔ ایس مصطفےٰ نے جو اس وقت حکومت سیرالیون کے نائب وزیر اعظم اور وزیر صحت تھے ہماری سالانہ کانفرنس ۱۹۶۲ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"جماعت احمدیہ کا وجود اس ملک میں اسلام کے لئے ایک بہت بڑی طاقت کا موجب ہے۔ اس جماعت نے اسلام کی جس طرح خدمت کی ہے صدیوں سے کسی نے نہیں کی۔ جماعت کا لٹریچر اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے اور ایک معمولی لکھا پڑھا آدمی اس سے بہت فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اس ملک میں اسلام صدیوں سے ہے مگر اسلام کو ایسی شکل میں پیش کیا گیا جو ناقابلِ عمل نہیں تو کم از کم مشکل ضرور نظر آتا ہے مگر جماعت احمدیہ نے اسلام کی صحیح تصویر

مشن کو ملک کے ملک و ملت کی بہت خدمت کی ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں فری ٹاؤن کے ایک سکول میں طالب علم تھا تو جماعت کا ایک مبلغ فری ٹاؤن میں آیا۔ لوگوں نے اس کی مخالفت کی مگر اس کے علم وفضل کی اس قدر دھاک بیٹھ گئی کہ لوگ اس کے علم اور فضل کا برملا اقرار کرنے لگے۔ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا اور دوسرے میں بائیبل، اور وہ دونوں کا مقابلہ کرکے قرآن کی فضیلت اس طرح ثابت کرتا تھا کہ کوئی عیسائی پادری اس کا جواب نہ دے سکتا تھا۔

احمدیہ مشن نے اسلام کے متعلق نیا لٹریچر پیدا کرنے کے علاوہ قرآن کریم کے تراجم کرکے تمام دنیا پر اور خصوصاً مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ ہم نوجوان جنہوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ بھی عیسائی سکولوں میں ہمارے لئے اسلام کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ اگر ہمیں اسلام کے بارہ میں واقفیت حاصل ہوئی ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے ہی ہوئی ہے اور آج ہم بڑے سے بڑے اسلام دشمن کو اسلام کی صداقت کے بارہ میں چیلنج کرسکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں طالب علم تھا ایک عیسائی نے اخبار میں ایک مضمون لکھا جس میں اسلام پر ناروا حملے کئے گئے تھے۔ میں نے چیلنج کو قبول کیا اور جواب دینے کی تیاری میں مشغول ہوا۔ عیسائیوں کے اعتراضات کا مکمل جواب احمدیہ مشن کی کتابوں میں موجود تھا۔ میں نے مشن کی کتابیں لیکر اس کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا۔

میں احمدیہ مشن کی اسلامی خدمات کا دل وجان سے معترف ہوں اور جہاں بھی مجھے جانے کا اتفاق ہوا میں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور جہاں بھی گیا ہوں احمدیہ مشن کو خدمتِ دین کرتے ہوئے پایا ہے۔ امریکہ، جرمنی، اٹلی، انگلینڈ، غانا، نائیجیریا وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ میں مشن کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی امکانی مدد مجھ سے ہو سکی میں کروں گا کیونکہ یہ مشن اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کی حفاظت کیلئے لڑ رہا ہے ۔۔۔۔ احمدیہ مشن مسلمانوں کے لئے لڑ رہا ہے اور ان کو جو گمراہ ہو چکے ہیں راہ راست پر لانے کی دن رات کوشش میں ہے۔ میں آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس کارِ خیر

میں مشن کا ہاتھ بٹائیں۔ اسلام میں نجات
ہے آپ پوری طرح مسلمان بن جائیں
اور اپنی اولادوں کی اس طرح تربیت
کریں کہ وہ مسلمان رہیں۔"

۲۔ میئر آف فری ٹاؤن نے اسی کانفرنس یعنی ۱۹۶۲ء
کے موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

"احمدیہ جماعت گزشتہ تیس سال
سے اس ملک میں نہایت کامیابی کے ساتھ
مذہبی، تعلیمی اور ثقافتی کام کر رہی ہے
ہم جماعت کے اس کام کے لئے جو وہ
ملک کی بہبود کے لئے کر رہی ہے
بہت زیادہ ممنون ہیں جب سے احمدیہ
جماعت کا قیام سیرالیون میں ہوا ہے
مسلمانوں اور غیر مسلموں میں اسلام کا
مطالعہ کرنے کا رجحان کافی حد تک
بڑھ گیا ہے اور اب سارے ملک میں
لوگ اسلام کی تعلیم کی طرف توجہ دے
رہے ہیں۔ جماعت کا پریس ملک کی نہایت
ہی اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔
موجودہ زمانہ میں پریس کی جو اہمیت
ہے اس سے آپ لوگ واقف ہیں سو
اسی اہمیت کے پیش نظر پریس کا قیام
عمل میں آیا جو بڑی کامیابی سے کام
کر رہا ہے۔"

۳۔ ایک مرتبہ سیرالیون کے وزیر آبادکاری آنریبل
کانڈے بورے (جو آجکل نائب وزیر اعظم ہیں) نے کہا:۔

"میں یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ
سکتا کہ سیرالیون میں اگر کوئی اسلامی
تنظیم کام کر رہی ہے تو وہ صرف احمدیہ
موومنٹ اور اس کے مبلغین ہیں اور
یہ بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں اس امر کا
اقرار نہ کروں کہ اگر احمدی مبلغین اس
ملک میں نہ آئے ہوتے اور انہوں نے
اسلام پر عیسائیت کے جارحانہ حملوں
کی مدافعت نہ کی ہوتی تو اس وقت تک
اس ملک میں اسلام کے نام کے سوا اور
کچھ باقی نہ رہ پاتا اور کوئی شریف آدمی
اس نام کے ساتھ منسوب ہونا گوارہ نہ
کرتا۔"

اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو بھی
تازہ لٹریچر عیسائیت کی طرف سے شائع ہوتا ہے اس
کا جواب یا اس کے متعلق کارروائی کی اگر توفیق ملتی ہے
تو صرف احمدی مبلغین کو، کسی اور کو جرأت نہیں ہوتی
کہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکے۔

۱۹۶۲ء کے شروع میں ایک کتاب "عائشہ" نامی
ایک عیسائی بک شاپ میں خاکسار کی نظر سے گزری۔
اس کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دوسری ازواج مطہرات
کا نہایت ہی گندے اور ناپاک رنگ میں ذکر کیا گیا تھا۔
گویا کہ یہ ایک گندہ ناول تھا جس میں بانی اسلام اور

آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہؓ کے پاک کردار کو گندے رنگ میں پیش کیا گیا تھا یہ کتاب پہلے جرمن زبان میں لکھی گئی پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ ہو کر لنڈن سے شائع ہوئی اور سیرالیون میں عیسائی بک شاپ میں فروخت ہو رہی تھی۔ خاکسار نے فوری طور پر اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور وزیر اعظم سیرالیون جو عیسائی تھے اُن کی خدمت میں خط لکھا کہ اس قسم کی کتاب جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اس کی اشاعت اس ملک میں بند کی جائے اور مسلمانوں کی نمائندہ مجلس مسلم کانگرس جس کا میں خود بھی ممبر تھا اس سے بھی اس کے خلاف ریزولیوشن کروا کر وزیر اعظم کی خدمت میں ارسال کیا۔ نیز نائیجیریا میں اس وقت کے رئیس التبلیغ مکرم نسیم سیفی صاحب کو بھی اطلاع کی انہوں نے پریس کے ذریعہ اور خطوط کے ذریعہ اس کتاب کے خلاف آواز اٹھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس بک شاپ کے مینجر نے مجھے اپنے دفتر میں بلا کر اس حرکت کی مجھ سے معذرت چاہی اور وزیر اعظم کی طرف سے بھی فوری قدم اُٹھایا گیا اور بک شاپ کے مینجر کو لکھا گیا کہ اس کتاب کی اشاعت فوراً روک دی جائے۔ وزیر اعظم کے اس حکم کی ایک نقل اور اسی طرح عیسائی بک شاپ کے مینجر کے معافی نامہ کی ایک نقل احمدیہ مشن کو بھی بھجوائی گئی۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے بعض نامساعد حالات میں ہماری نصرت فرمائی اور اس قسم کی بیہودہ اور گندی کتاب کی اشاعت رکوانے میں کامیابی عطا فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد مسلمان لیڈروں نے مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ ہم میں سے بعض نے یہ کتاب بک شاپ میں دیکھی بھی مگر سمجھ نہیں آتی تھی کہ اسکے خلاف کیا قدم اٹھایا جائے۔ یہ آپ لوگوں کا ہی کام ہے کہ اسلام کے خلاف جب بھی کوئی چیز نظر آتی ہے تو اُسے فوراً دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ آپ کی مدد بھی فرما دیتا ہے۔

## (۸)

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین دنیا میں ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اور بنی نوع انسان کو جو اپنے خالق حقیقی سے مُنہ موڑ چکے ہوتے ہیں ان کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے ان کا تعلق پھر سے اس واحد یگانہ سے پیدا کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی ایسا ہی انقلاب دنیا میں برپا کیا اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روحوں کو جو خدا تعالیٰ سے برگشتہ ہو کر ضلالت کے گڑھے میں گر چکی تھیں ان کے لئے آپؑ کی تعلیم آبِ حیات ثابت ہوئی اور ان میں ایک ایسا روحانی تغیر رونما ہوا کہ آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد ان کا تزکیہ نفس ایسا ہوا کہ وہ اسلام کا نہ صرف اعلیٰ نمونہ بن گئے بلکہ اسلام کے سچے جاں نثار ثابت ہوئے۔ یہ تغیر صرف یہاں ہی نہیں بلکہ افریقہ کے دور دراز براعظم میں بسنے والی اقوام جن کو غیر مہذب تصور کیا جاتا تھا ان میں بھی رونما ہوا اور ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے اس امر کے موجود ہیں۔ مجھے ایک دوست الفاسوری بانگورا جو سیرالیون میں ہمارے لوکل مبلغ تھے اور اب فوت ہو چکے ہیں کے یہ الفاظ اب تک نہیں بھولتے۔ مرحوم میرے ساتھ بطور ترجمان تبلیغ کے لئے جاتے اور لوگوں کو مخاطب ہو کر کہتے۔ دیکھو میں

احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہوں۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل مجھ میں ہر قسم کی برائیاں تھیں اور مقدمات میں بھی کافی روپیہ خرچ کرتا تھا مگر جب سے احمدی ہوا ہوں یہ سب باتیں مجھ سے چھوٹ گئیں اور میں امن اور سکون سے زندگی بسر کر رہا ہوں۔

اسی طرح ایک بار مگبورکا میں جہاں خاکسار ۱۹۵۳ء میں مقیم تھا تمنی قبیلہ کے چیف مسٹر کانڈے بدسے جو آجکل حکومت سیرالیون کے نائب وزیر اعظم ہیں تشریف لائے میں جماعت کے چند افراد کو ساتھ لیکر ان کی ملاقات کے لئے گیا۔ وہ بہت تپاک سے ملے اور احمدی احباب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے دیکھو اس سلسلہ سے اگر آپ لوگوں نے وابستگی اختیار کی ہے تو پیچھے نہیں ہٹنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب اگر اسلام کا صحیح نمونہ ہمیں مل سکتا ہے تو وہ ان لوگوں میں ہے۔ اور جو احمدی مبلغین کی زیر نگرانی آجاتا ہے اس کے اندر ایک نمایاں تغیر نظر آتا ہے۔ دیکھو جب سے میں چیف بنا ہوں میرے پاس ایک بھی احمدی دوست نہ خود کسی کے خلاف مقدمہ لیکر آیا ہے اور نہ اس کے خلاف کسی اور نے میرے پاس مقدمہ دائر کیا ہے اس بات سے ظاہر ہے کہ احمدیت سے وابستہ ہو کر انسان ایک سچا مسلمان اور مہذب شہری بن سکتا ہے۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کر لینے کے بعد افریقن لوگوں میں تبلیغ کا ایک جوش اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جو نور انہیں احمدیت سے ملا ہے اس سے دوسروں کو بھی منور کرتے چلے جائیں جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ جماعتوں کی ابتداء انہیں کی کوششوں سے ہوتی ہے۔ فری ٹاؤن جو سیرالیون کا دارالخلافہ اور ہمارے

مشن کا بھی ہیڈ کوارٹر ہے وہاں کے ۲ نوجوانوں کا میں ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا یعنی مسٹر بشیر اور مسٹر کول۔ ان کو تبلیغ کا ایک جنون ہے اور کوئی موقع تبلیغ حق پہنچانے کا خالی نہیں جانے دیتے۔ ایک دفعہ عید الفطر کی نماز کے بعد جبکہ دوسرے لوگ جشن منانے میں مشغول تھے یہ دونوں ایک بلند پہاڑی کو عبور کر کے ایک گاؤں لیسسٹر (Leicester) میں چلے گئے اور سارا دن تبلیغ کرتے رہے۔ شام کو واپس آکر مجھے بتایا کہ اس طرح ہم تبلیغ کے لئے فلاں گاؤں گئے تھے اور اب آپ کو ساتھ لیکر جانا ہے۔ (یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ لیسسٹر وہ جگہ ہے جہاں سے سیرالیون میں عیسائیت کی ابتداء ہوئی اور سب سے پہلے اسی مقام پر انہوں نے اپنے مراکز قائم کئے۔ چرچ اور اسکول بنائے اور پھر سارے ملک میں پھیل گئے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسکے کہ وہاں مسلمانوں کی کچھ تعداد موجود تھی مگر ان کی کوئی مسجد وہاں تعمیر نہ ہو سکی۔) بہرحال اگلی بار میں بھی ان کے ساتھ گیا اور گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا جس پر لوگوں میں کچھ جستجو پیدا ہوئی اور انہوں نے پھر آنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ہم اگلے جمعہ کو وہاں گئے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے پچاس کے قریب افراد نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اسی وقت ایک دوست نے زمین کا ایک ٹکڑا مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا جس کو صاف کر کے نماز شروع کر دی گئی۔ یہ نہایت ہی خوشی کی بات ہے کہ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید نے اپنے اپریل ۱۹۶۵ء کے دورہ مغربی افریقہ کے موقع پر اس مقام پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تبلیغ کردہ

میں یہ پہلی مسجد ہوگی جس سے توحید الٰہی کی صدا بلند ہوگی۔

یہاں ایک اور مخلص دوست کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں ہوگا جن کا نام السید امین خلیل سکیکی تھا۔ یہ دراصل شام کے رہنے والے تھے اور تجارت کی غرض سے سیرالیون گئے اور وہاں ہی آباد ہو گئے۔ ان کو سلسلہ سے عقیدت اور محبت تو شروع سے تھی مگر باقاعدہ طور پر یہ دسمبر ۱۹۴۶ء میں الحاج مولوی نذیر احمد صاحب علی مرحوم کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے قربانی اور ایثار کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔

سیرالیون مشن کی مالی امداد میں آپ پیش پیش رہے اور مشن ہمیشہ ان کی اس قربانی کا ممنون احسان رہے گا۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ میں تبلیغ کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ آپ چونکہ تاجر تھے اس لئے دکان پر آنے جانے والوں اور اپنے عزیز و اقارب میں ہر وقت پیغام حق پہنچانے میں مشغول رہتے۔ آپ جب احمدی ہوئے تو آپ کی بیوی جن کے رشتہ دار سب غیر احمدی تھے، انہوں نے بیعت سے انکار کر دیا۔ آپ نے ہر چند اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھیں۔ آخر خدا تعالیٰ نے خود ہی ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ان پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت واضح ہو گئی اور وہ احمدیت میں داخل ہو گئیں۔ اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ ان کے ایک لڑکے علی امین جو ربوہ میں آکر قریباً دس سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے، ابھی چھوٹے تھے کہ سخت بیمار ہو گئے۔ اس گاؤں میں چونکہ کوئی ڈاکٹر نہیں تھا لہذا وہ وہاں سے ایک اور گاؤں میکینی (Makani) اسے لے گئیں مگر وہاں بھی ڈاکٹری علاج میسر نہ آسکا۔ آخر وہ سخت پریشان ہوئیں اور اسی حالت میں دعا کی "اے خدا اگر سیدنا احمد سچے ہیں اور آپ ہی اس زمانہ کے مامور ہیں تو پھر میرے بچے کو بغیر ڈاکٹر کے شفا بخش"۔ چنانچہ رات کو یہ دعا کی اور صبح کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچے کو افاقہ ہونا شروع ہو گیا اور وہ واپس اسے اپنے گاؤں بیلے (Belleh) لے آئیں اور یہ سارا واقعہ اپنے خاوند سید امین خلیل کو کہہ سنایا۔ اس کے بعد دو تین دن میں بچہ کو کامل صحت ہو گئی۔ اس نشان کو دیکھ کر انکی اہلیہ نے بھی احمدیت کو قبول کر لیا۔

سید امین خلیل صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر عشق اور محبت تھی کہ جب بھی آپ کا نام لیتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور آپ واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام یصلون علیك ابدال الشام کے مصداق تھے۔

جب ستمبر ۱۹۶۰ء میں آپ بیمار ہوئے، جس بیماری سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ہم آپ کی تیمارداری کیلئے گئے تو کہنے لگے کہ میری خواہش ہے کہ میں اپنی جائداد کا ۱/۳ حصہ مشن کو ہبہ کر دوں۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح سے میری لاش کو قادیان پہنچایا جائے اور مجھے سیدنا احمدؑ کے قدموں میں جگہ مل جائے۔

(۹)

اب میں سیرالیون کے احمدی احباب کے اخلاص، قربانی اور ایثار کے واقعات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے مشن کی موجودہ پوزیشن کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ سیرالیون میں احمدیت کا جو بیج ۱۹۲۱ء میں الحاج مولوی نذیر احمد صاحب علی مرحوم کے ذریعہ بویا گیا تھا اب وہ ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں ملک کے ہر کونہ میں پہنچ چکی ہیں۔ ہر سال جماعتہائے احمدیہ سیرالیون کا ایک جلسہ سالانہ ہوتا ہے جس میں ملک کے طول و عرض سے چھ سات سو کے درمیان نمائندگان شرکت کرتے ہیں اور مزید یہ کہ حکومت سیرالیون کے وزراء اور دیگر سرکردہ احباب بھی اس کانفرنس میں شریک ہو کر حاضرین سے خطاب کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

سیرالیون میں اسوقت ہمارے ۷ اسکول اور ۲ کالج قائم ہو چکے ہیں اور تعلیمی میدان میں اس قدر ترقی کی بناء پر اب جب بھی کسی جگہ کسی مسلم سکول کے کھولنے کا مطالبہ ہوتا ہے تو حکومت ایسے لوگوں کو احمدیہ مشن سے رابطہ پیدا کرنے کے لئے کہہ دیتی ہے۔ گو ہمارے دیکھا دیکھی ایک دو اور مسلم سوسائٹیاں میدان میں آئی ہیں مگر جو کامیابی اور اثر خدا تعالیٰ نے ہمارے مشن کو نصیب کیا ہے وہ ان کو کہاں۔

ریڈیو سیرالیون پر خطبات جمعہ دیئے جاتے ہیں اور اخبارات میں اسلام کے مختلف مسائل پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔ نیز اپنا ایک ماہوار اخبار "دی افریقن کریسنٹ" (The African Crescent) اپنے ہی پریس میں شائع ہوتا ہے۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے چالیس مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ وہاں کی ایک لوکل زبان مینڈے میں ہو چکا ہے جسے ایک احمدی پیراماؤنٹ چیف مسٹر وی۔ وی کالون نے بغیر کسی معاوضہ کے کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کا پہلا پارہ شائع بھی ہو چکا ہے اور باقی آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہو جائے گا۔

آخر میں میں وزیراعظم سیرالیون سر ملٹن مرگائے (Sir Milton Margai) جو اب فوت ہو چکے ہیں ان کی رائے مشن کے بارہ میں پیش کر کے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک تقریب میں جس میں انہیں مشن کی طرف سے قرآن کریم انگریزی پیش کیا گیا کہا:-

"میں احمدیہ مشن اور ان کی مساعی، قربانیوں اور سادہ طرز رہائش سے بہت متاثر ہوں۔ ان مبلغین کو وہ اسباب و سامان اور آسانیاں میسر نہیں جو اس ملک کے دوسرے مشنوں کو ہیں مگر پھر بھی احمدی مبلغین ہمہ تن اس ملک کی دینی اور تعلیمی بہبودی میں منہمک نظر آتے ہیں" +

"خالد" کی اشاعت بڑھانے کی طرف ہر خادم کو خاص توجہ دینی چاہیئے۔ (مینیجر)

ملک محمود احمد ابن جید الجلیل صاحب عشرت لاہور

# قلبی جذبات



حسرت تو ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی شانِ اعلیٰ زمانہ نہ پایا۔ اگر پایا تو اتنے چھوٹے تھے کہ اب تو اُن بھلے دنوں کی دھندلی دھندلی یادیں ہی باقی ہیں۔ دل کی کئی خواہشیں اور حسرتیں دل میں ہی رہ گئیں۔ کچھ خواہشیں تو اب قدرے عجیب سی لگتی ہیں۔ مثلاً کئی بار دل میں سوچا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے کمرے میں جہاں حضورؓ لیٹے ہوئے ہوں صرف ایک دن کے لئے رہنے کی اجازت مل جائے، بس سارا دن حضورؓ کو تکتے ہی جائیں۔ یا کبھی دل میں آیا کہ اگر موقع ملے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں بچا کر حضورؓ کے پاؤں چوم لیں۔ اب ان خواہشوں کی تکمیل تو کجا — اپنے اس محبوب کا دیدار بھی اس زندگی میں ناممکن ہے ؎

تیرے ملاپ کی ٹھہری ہے بات محشر پر

یہ حقیقت ہے اگرچہ تلخ ہے اور بہت تلخ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ — ہاں وہ جو آسمان سے زمین والوں کی راہ درست کرنے کے لئے آئے — وہ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جگر گوشے تھے — اُن کا دور — جسمانی دور — اپنی تمام تر فتوحات اور کامرانیوں کے بعد ختم ہو چکا۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے سوا چارہ نہیں۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو موحد نہ ٹھہریں گے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی ہوا نہ ہوگا۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں — اور دنیا میں سب سے بڑی موت — اور سب سے بڑا حادثہ اُس دن رونما ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رفیقِ اعلیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اُس موقعہ پر سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے اُٹھ کر اعلان کیا۔ (مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں مسجد دار الذکر لاہور میں بیان فرمایا کہ جب آپ نے حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول ایک انگریز کو جو ریڈرز ڈائجسٹ کے لئے اسلام پر ایک مضمون لکھ رہا تھا سنایا تو اُس نے بے ساختہ کہا کہ دنیا کی تاریخ میں اس سے بہتر فقرہ میں نے کہیں اور نہیں سنا) کہ ”جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا۔ وہ آج جان لے کہ محمدؐ تو فوت ہو چکے اور جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا“ — اگر اُس دن ہاں دنیا کے اُس سب سے اُداس دن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم اُٹھ کر

یہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑے تھے۔ (لیکن تھے خدا کے بندے ہی) وہ فوت ہو چکے تو آج جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام جو کہتا تھا کہ مجھے جو کچھ ملا ـــــ اے دنیا والو! یہ اس بندۂ عالی کی جوتیوں کے طفیل ملا جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں آج جب ہمارا یہ محبوب اپنے محمدؐ اور اپنے خدا سے جا ملا ـــــ تو ہم کیوں صبر سے کام نہ لیں۔

اے جانے والے تجھ پر لاکھوں لاکھ سلام۔!

تیری یاد ہمارے دلوں سے کبھی محو نہ ہوگی تو ہمارے دلوں میں اور ہم سے بعد میں آنے والوں کے دلوں میں اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیش زندہ رہیگا۔ یہ سچ ہے کہ اب تیرا نام اور تیرا کام قیامت تک عزت سے یاد کیا جائے گا۔ تُو وہ تھا جس کی الٰہی نوشتوں میں ہزاروں سال پہلے خبر دی گئی تھی ـــــ سو اپنے عاجز اور کمزور غلاموں کا ہدیۂ سلام قبول کر۔ خدا کرے کہ تُو اپنے آقا یعنی سب کے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ابدی آرام پائے۔

اے آنے والے ـــــ آ اور مصلح موعودؓ کی تربیت اور قوتِ قدسیہ سے تیار شدہ جماعت کی کمان قبول کر۔ خدا تعالیٰ تیرا آنا مبارک کرے اور حق اب بہت جلد آجائے اور چھا جائے اور باطل بھاگ جائے اپنی تمام تر نحوستوں کے ساتھ ـــــ کبھی نہ لوٹنے کے لئے۔ تو بھی عجیب نکلا۔ چھپن سال ہمارے درمیان رہا اور چھپا رہا۔ ہمارے پاس ہی تیرا بچپن بیتا اور لڑکپن کے دن آئے اور گئے اور جوانی آئی اور اب تُو جوانی کا بھی ایک حصہ گزار چکا ـــــ لیکن اے جان سے پیارے ـــــ ہم نے تجھے پہلے کیوں نہ جانا اور پہچانا ـــــ اے چاند سے حسین تر اور جان سے عزیز تر ـــــ تیرے یہ ادنیٰ خادم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں ـــــ آ اور ان کے دلوں کی انتہائی گہرائیوں پر حکومت کر۔

دلوں کے راجہ ـــــ دیکھ آج دنیا بہت اُداس ہے، دُکھی ہے اور پیاسی ہے۔ خالق سے اس کی مخلوق کا رشتہ ٹوٹے دیر ہو چکی۔ تیرہ سو سال ہونے کو آئے ـــــ اور ابھی تک دنیا نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہچانا۔ ظلم اپنی انتہاء کو پہنچ چکا اور کفر اور دجالیت نے بہت حکومت کر لی ـــــ اپنے خدا سے مانگ کہ وہ انقلابِ روحانی اب جلد برپا ہو جائے جس کے لئے اُس نے اپنے مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا۔

# حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ



## دربارِ نبویؐ کے خوش بیان شاعر

(نصراللہ خان صاحب ناصر جامعہ احمدیہ ربوہ)

حضرت حسان بن ثابت رضؓ دربارِ نبویؐ کے ایک عظیم الشان خوش بیان شاعر تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ کی تمام زندگی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ڈھال کی مانند تھی۔ آپ کفارِ قریش کی ہجو کا جواب ایسا دیتے کہ انہیں دوبارہ کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کفار کو شعراء میں سے صرف آپ کا وجود ہی سب سے زیادہ کھٹکتا رہتا تھا۔ آپ اپنی زبان کی تلوار سے کفار کے ہر حملے کا جواب دیتے اور ان کے ناپاک جذبات کو مجروح کر کے چھوڑتے۔

### آپ کا حسب و نسب

آپ کا شجرۂ نسب کتبِ تاریخ میں اس طرح درج ہے۔

حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار[1]

آپ قبیلہ بنی مالک بن نجار سے منسوب ہوتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالولید ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی اور بعض روایات میں کنیت ابو الحسام بھی مذکور ہے۔ حسام تلوار کو کہتے ہیں۔ آپ کی یہ کنیت اس وجہ سے مشہور ہوئی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زبان کی لڑائی لڑتے تھے اور مشرکوں کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ آپ کے حملوں کی تاب لا سکے۔ روایات میں آپ کا لقب شاعرِ رسولؐ آتا ہے۔

### قبولِ اسلام کے بعد آپ کا کردار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبویؐ میں آپ کے لئے منبر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ اس پر کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شعر کہا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسان کی تائید کرتا ہے۔

کفارِ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کیا کرتے تھے۔ ہجو کرنے والوں میں سے پیش پیش ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن زبعری، عمرو بن العاص اور ضرار بن خطاب تھے۔ کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان لوگوں کی ہجو کیا کریں جو ہماری ہجو کیا کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ

---

[1] اسد الغابہ

اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں ایسا
کروں۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
علیؓ میں وہ بات نہیں جو اس کام کے لئے ضروری ہے۔
پھر کسی نے انصار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
کہ جن لوگوں نے رسول اللہؐ کی تلواروں سے مدد کی
ہے انہیں اس بات سے کون سی چیز روکتی ہے کہ وہ
آپ کی زبانوں سے بھی مدد کریں۔ چنانچہ حضرت حسان
بن ثابتؓ نے کہا کہ میں اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔
اور کہا کہ صنعاء سے یمن تک میں اس سے بہتر خدمت
کوئی نہیں پاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تم مشرکین قریش کی ہجو کس طرح کرو گے، میں بھی تو
اسی خاندان سے ہوں۔ تم ابوسفیان کی ہجو کس طرح
کرو گے، وہ تو میرے چچا ہیں۔ حضرت حسانؓ نے عرض
کی یا رسول اللہ میں آپ کو ان سے اس طرح نکال
لوں گا جس طرح بال خمیر سے نکال لیا جاتا ہے۔ اس
پر حضورؐ نے فرمایا اچھا تم ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ قریش
کے نسب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ حضرت
ابوبکرؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ آپ کو قریش
کے انساب سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے
تھے کہ فلانی فلانی کا ذکر نہ کرنا اور فلانی فلانی کا ذکر کرنا۔
ابوسفیان بن حارث کی نسبت جو اشعار آپ نے کہے
وہ حسب ذیل ہیں ؎

وان سنام المجد من آل هاشم
بنو بنت مخزوم ووالدك العبد
ومن ولدت ابناء زهرة منهم
كرام ولم يقرب عجائزك المجد
ولست كعباس ولا كابن امه
ولكن لئيم لا تقام له زند
وان امرء كانت سمية امه
وسمراء مغمور اذا بلغ الجهد[1]

ترجمہ:- بزرگی کی عزت ہاشم کی اولاد سے ہے
جو مخزوم کی بیٹی کی اولاد ہیں (مخزوم
کی بیٹی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جدہ ماجدہ ہیں جن کا نام فاطمہ بنت
عمرو تھا) اور تیرا باپ تو غلام ہے اور
ان میں سے جو زہرہ کی اولاد ہیں وہ بھی
بزرگ ہیں۔ (زہرہ کی اولاد سے
مراد حضرت حمزہؓ اور صفیہؓ ہیں) اور
بزرگی تیرے بڑوں کے قریب سے بھی
ہو کر نہیں گزری اور تو عباس اور
ان کے اخیافی بھائی کی طرح نہیں ہے
(عباس کے اخیافی بھائی سے مراد ضرار
بن عبدالمطلب ہے) بلکہ تو ایسا لئیم
ہے) بلکہ تو ایسا لئیم ہے کہ جس کی رو
کے لئے کسی کا ہاتھ نہیں اٹھتا بیشک
وہ شخص جس کی ماں سمیہ اور سمراء ہو وہ
ہمت کے کاموں میں پست ہو جاتا ہے۔
(سمیہ ابوسفیان کی ماں تھیں اور سمراء دادی تھیں)

---

[1] اسد الغابہ ص۵

جب ابوسفیان کو ان اشعار کی خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ شعر تو بغیر مشورہ ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کے نہیں لکھے گئے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ مشرکوں کی ہجو کے لئے انصار میں سے تین آدمی مستعد ہوتے تھے اور یہ حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور عبداللہؓ بن رواحہ تھے۔ حسانؓ اور کعبؓ تو انہی کی مانند اشعار کہتے اور عبداللہؓ بن رواحہ انہیں کفر اور ایسی چیزوں کی پرستش کا عار دلاتے تھے جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا عبداللہؓ بن رواحہ کا کلام انہیں نرم معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب کفار قریش نے اسلام قبول کیا تو یہی عبداللہؓ بن رواحہ کا کلام ہی انہیں سخت معلوم ہونے لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں انصار اور مشرکین قریش کے باہمی ردّ و قدح کے مضامین بیان کرنے سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ اس میں زندہ اور مُردہ لوگوں کی بُرائی ہے اور پُرانے کینوں کا ازسرِنو تازہ کرنا ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام سے جاہلیت کے معاملات کو منہدم کر دیا ہے لہٰذا اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کو دوسرے شعراء کے مقابلہ میں تین باتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ اوّل زمانۂ جاہلیت میں انصار کے شاعر تھے۔ دوم زمانۂ نبوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر رہے۔ سوم زمانۂ اشاعت اسلام میں تمام یمن کے شاعر تھے۔ ابو عبیدہ کا کہنا ہے کہ اہل مدینہ میں سے سب سے اچھے شعر حضرت حسانؓ کہتے تھے۔

علامہ اصمعی نے کہا ہے کہ شعر ایک بُری چیز ہے کیونکہ اس میں جھوٹ اور مبالغہ کے بغیر عمدگی پیدا نہیں ہو سکتی اور اشعار مبالغہ اور جھوٹ سے پاک رکھے جائیں تو اچھے نہیں رہیں گے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں حسانؓ جو زمانۂ جاہلیت میں بڑے نامور شاعر تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو آپ کا شعر اپنے مقام سے گر گیا۔

کسی نے حضرت حسانؓ سے پوچھا کہ اے ابوالحسام آپ کا شعر نرم اور کمزور ہو گیا ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت حسانؓ نے جواب دیا اے بھتیجے اسلام جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے یعنی شعر کی عمدگی اس میں ہوتی ہے کہ مبالغہ سے بیان کیا جائے حالانکہ مبالغہ جھوٹ ہے اور اسلام اس سے منع کرتا ہے اسلئے میرا شعر اچھا نہیں ہوتا۔

## حضرت اُم المومنین عائشہؓ اور حسانؓ بن ثابت

قرآن کریم اور کتب حدیث و تاریخ میں واقعہ اِفک کا ذکر ہے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت بھی کسی غلط فہمی کی بناء پر ان تہمت لگانے والے لوگوں میں سے تھے اور بقول بعض حدِ قذف کے سزایاب تھے۔ اس واقعہ کے سبب سے آپ کے دل میں ہمیشہ خلش سی رہی اور اپنی مغفرت کیلئے سربسجود رہے۔

ایک مرتبہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا طواف کر رہی تھیں اور ان کے ہمراہ حکیم بن خالد بن عاص کی والدہ تھیں اور ام حکیم بنت عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی تھیں۔ اسی اثناء میں حسان بن ثابت کا ذکر کیا گیا اور انہیں ان کے اس فعل کے سبب سے بُرا بھلا کہا گیا۔ حضرت عائشہؓ

نے کہا کہ میں اُن کے لئے اس بات کی اُمید رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے اسلئے کہ وہ اپنی زبان سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی ضمن میں آپ نے حضرت حسانؓ کا یہ شعر پڑھا:

فان ابی ووالدہ وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی میرا والد اور دادا اور میری عزت و آبرو یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر تم لوگوں کے سامنے ڈھال ہیں۔"

حضرت عائشہؓ نے ان کو اس بات سے بری کر دیا تھا کہ انہوں نے افتراء کیا ہے۔ روایت ہے کہ آپ کے ساتھ طواف کرنے والی عورتوں نے کہا کہ کیا انہوں نے آپ کی نسبت کچھ نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا کچھ نہیں کہا، بلکہ انہوں نے تو میری نسبت یہ اشعار کہے ہیں:

حصان رزان ما تزن بریبۃ
وتصبح غرثی من لحوم الغوافل
فان کان ما قد قیل عنی قلتہ
فلا رفعت سوطی الی اناملی

(اسد الغابہ)

یعنی وہ (حضرت عائشہؓ) پاکدامن اور خوبیوں والی ہیں ان پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ وہ غافل عورتوں کے گوشت سے بھوکی رہتی ہیں۔ (یعنی غیبت نہیں کرتیں) لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے اگر میں نے کہا ہو تو خدا کرے میری انگلیاں میرا کوڑا نہ اٹھائیں۔ (یعنی میرے ہاتھ بیکار ہو جائیں)۔"

## حضرت حسانؓ اور جنگ کا میدان

حضرت حسانؓ صرف مردِ سخن ہی تھے اور اسی جولانگاہ میں ہی جولانیٔ طبع کرتے تھے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آپ میدانِ جنگ میں بہت ہی بزدل واقع ہوئے تھے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی اس طبیعت کو محسوس کرتے ہوئے جنگِ خندق میں عورتوں کے ساتھ بٹھا دیا تھا۔

روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب ایک بلند مقام پر تھیں اور یہ جگہ ایک قلعہ کی مانند بنائی گئی تھی۔ حضرت حسانؓ بن ثابت عورتوں اور بچوں کے ہمراہ اسی جگہ پر تھے۔ حضرت صفیہؓ کہتی ہیں کہ اسی اثناء میں ایک یہودی کا ادھر گزر ہوا اور وہ ہماری پناہ گاہ کے قریب چکر کاٹنے لگا۔ حضرت صفیہؓ نے آپ سے کہا کہ اس یہودی کو دیکھا ہے؟ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ کہیں جا کر ہماری اس حالت کی اطلاع ان یہودیوں کو کر دے گا جو ہماری گھات میں ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اپنے کام میں مشغول ہیں وہ ہماری خبر گیری نہیں کر سکتے۔ تم اُترو اور اسے جا کر قتل کر دو۔ حسانؓ نے کہا اے عبد المطلب کی بیٹی! خدا تیری مغفرت کرے تم جانتی ہو کہ میں اس کام کا نہیں ہوں۔ انہوں نے اتنا کہا ہی تھا کہ حضرت صفیہؓ نے خیمے کی ایک چوب اٹھائی اور نیچے جا کر اسے ایسی ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پھر واپس آئیں اور حضرت حسانؓ سے کہا کہ اے حسان! جاؤ اور اس کا لباس اتار لو۔ حسانؓ سے یہ بھی نہ ہو سکا اور کہنے لگے اے عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اس کے سامان کی کوئی

حاجت نہیں۔ اپنی اسی بزدلی کے باعث کسی غزوہ میں آپ شامل نہ ہو سکے۔

## حضرت حسانؓ کا عشقِ رسول

حضرت حسانؓ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو شعر و سخن کے لباس میں پیش کرتے رہتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولائے حقیقی کو پیارے ہوئے تو آپ کی بے تابی و بے قراری کا یہ عالم تھا کہ آپ مدینہ کی گلیوں میں گرتے پڑتے اپنے محبوب آقا کی شان میں یہ شعر پڑھتے رہتے ؎

کنت السواد لناظری
فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت
فعلیک کنت احاذر

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو میری آنکھ کی پتلی تھا تیرے جانے کے بعد میں اندھا ہو گیا ہوں کیونکہ میری پتلی جاتی رہی۔ اب تیرے بعد خواہ کوئی مرے مجھے تو اس پر کوئی صدمہ و خوف نہیں ہے۔"

آپ باوجود اس کے کہ پہلے ہی اندھے ہو چکے تھے مگر فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں میری بصارت قائم تھی۔ آپ کے رخصت ہونے سے میری بصارت بھی رخصت ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی مذکور ہے کہ آپ ایک مرتبہ یہی اشعار پڑھ رہے تھے اور ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آنسو بہتے جاتے تھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتے۔"

اللہ اللہ یہ کیسے محبت بھرے اشعار تھے جس کی خواہش مامورِ زمانہ نے بھی کی کہ یہ محبت بھرے کلمات ان کی زبانِ مبارک سے نکلتے۔

## حضرت حسانؓ کی وفات

حضرت حسانؓ کی وفات سنہ ۴۰ھ سے پہلے حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی بعض کے نزدیک سنہ ۵۰ھ میں اور بعض کے نزدیک سنہ ۵۴ھ میں ہوئی۔ عمر میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ کی وفات ایک سو بیس برس کی عمر میں ہوئی۔ آپ نے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے والد ثابت، دادا منذر اور پردادا حرام سب ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ سوائے ان کے عرب میں چار پشتیں ایک نسل کی ایسی نہیں ہیں جنہوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی ہو +

# الٰہی سلسلے اور اُن کی مخالفت

(مکرم محمود احمد صاحب دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دنیا میں جب بھی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور آتا ہے تو دُنیا والے اُسے طرح طرح کے دُکھ دیتے ہیں اور اُسکے مشن کو ناکام و نامراد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے پیارے آقا و مولا سید الانبیاء ختم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنکی مقدس شخصیت سب سے افضل، سب سے ممتاز ہے۔ دوسرے نبی اگر انسانیت کا کمال ہیں تو آپؐ نبوت کی اعلیٰ ترین معراج۔ آپؐ وہ تاجدار اقلیم روحانیت ہیں جس کی کفش برداری تختِ شاہی سے بڑھ کر ہے۔ جس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ جس کی غلامی پر بڑے بڑے بادشاہوں بلکہ نبیوں کو بھی ناز ہے۔ جس کے عاشقوں میں خدا اور دربانوں میں جبرائیلؑ بھی شامل ہیں۔ جس کے ہاتھ مجسم تقدیر، جس کی آنکھیں انوارِ الٰہی کا ظہور، جس کی زبان خدا کی زبان، جس کی آواز خدا کی آواز بلکہ جس کا آنا خدا کا آنا ہے۔ جب خدا نے کہا کہ آپ شہنشاہِ نبوت بنا کر پیدا کئے گئے ہیں میری طرف سے جو کہا جائے لوگوں تک بلا خوف و خطر پہنچائیں۔ جب آپؐ حکم خداوندی کے مطابق اُٹھے تو انسانیت کے دشمن اور ظلم و بربریت کے خوگر آپؐ کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ پر طرح طرح کے ظلم کئے گئے۔ آپؐ کے عاشق صحابہؓ کو تپتی ہوئی ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ زبان پر گرم لوہے سے داغ دیئے گئے۔ پھر آپؐ کو بھی اپنی ناپاک حرکتوں سے تکلیف دیکر راحت محسوس کی۔ کفارِ مکہ آوارہ لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیتے تھے جو آپؐ کو پتھر مارتے۔ باوجود اس قدر تکلیفوں کے آپؐ نے خدا تعالیٰ کا پیغام دنیا تک پہنچانے میں مصروف رہے۔

اس زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰة والسلام کو اس زمانہ کا حَکَم و عدل بنا کر مبعوث فرمایا تو فوراً وہی لوگ جو آپ کی آواز پر لبیک کہتے تھے یا قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم نے زندگی بھر مرزا صاحب کو جھوٹ بولتے نہیں سُنا اور صرف یہی ایک شخص دیکھا ہے جو اپنے اندر اسلام کا سچا درد اور ایک تڑپ رکھتا ہے فوراً دشمن بن گئے۔ اور ہر طرح گند اچھالنا اپنا فرض خیال کرنے لگے۔ مگر آپؑ ان تمام مخالفتوں کے باوجود دنیا تک خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ آپؑ کو اپنے مشن کی سچائی کا جس قدر یقین تھا اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے ہو سکتا

ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسے کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے، ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور خدا کی تجلی موقوف ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۱۰)

حضور علیہ السلام نے اپنے ان مخالفین کو جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر جائز ناجائز اور خلافِ اخلاق حربہ استعمال کو نادرست اور جائز سمجھتے تھے۔ دردمند دل کے ساتھ صلح کی پیشکش کی اور فرمایا کہ آؤ اس بات کا معاہدہ کر لیں کہ ہم میں سے کوئی فریق ایک دوسرے کو تحریر یا تقریر سے یا اشارہ کنایہ سے برا بھلا نہ کہے گا۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اسلئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریقِ تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھائیں ورنہ جب یہ جماعت احمدیہ چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا کا وعدہ ہے تو اس زمانہ میں یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے گا لیکن اس وقت مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی ——— آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائیگا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے اور پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔

آج خدا تعالیٰ کے وہ وعدے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے تھے بڑی شان سے پورے ہوتے اور ہو رہے ہیں۔ کون ہے جو خدا کے لگائے ہوئے درخت کو کاٹ سکے، کون ہے جو اس کے فضلوں کی بارش کو روک سکے۔ اس تحریک یعنی احمدیت کیلئے اب آگے ہی آگے بڑھنا مقدر ہو چکا ہے۔ یہ وہ آسمانی نشان ہے جو ہمیشہ روشن رہے گا اور قیامت تک دنیا اس کے نور سے منور ہوتی رہے گی۔

آج جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کا کام احسن طور پر ہو رہا ہے اور جماعت

کے مبلغین دن رات اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔

ہمارے مبلغین کو جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۲۰ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کو بھجوایا تو وہاں کی حکومت نے آپ کو محض اس بناء پر امریکہ میں تبلیغ کرنے کی اجازت نہ دی کہ آپ ایک ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جو ایک سے زائد بیویاں کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو یہاں مسلمانوں کے بہت سے حلقوں نے امریکی حکومت کے اس رویہ پر نفرت کا اظہار کیا وہاں بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشی کے شادیانے بجائے کہ اچھا ہوا کہ احمدی مبلغ کو تبلیغ کی اجازت نہیں ملی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر امریکی حکومت کے رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:-

"امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔"

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۳)

سو الحمد للہ کہ امریکہ میں آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ حال ہی میں ڈیٹن میں خالصتاً امریکن احمدیوں کے چندوں سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے جس سے تبلیغ کی مزید راہیں کھل گئی ہیں۔ جس خدا نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے انشاء اللہ وہ دن بھی دکھائے گا جب تمام امریکہ میں ایک دین یعنی اسلام ہوگا۔

---

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"مظلوم بننا ظالم بننے سے بدرجہا بہتر ہے اور نہ صرف دنیا میں نیک بناتا ہے بلکہ آخرت میں بھی عزت بخشتا ہے۔"

(الفضل ۱۹۴۱ء)

سید مولود احمد صاحب

# جادو — یا کامیاب علاج

"اپنے انگوٹھے کی طرف غور سے دیکھتی رہو، اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو، اپنے انگوٹھے کو ذرا غور سے دیکھو، اس انگوٹھے میں چور کی تصویر آجائیگی، تمہیں اس میں چور چوری کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ چور چوری کر رہا ہے، تمہیں چور کی تصویر نظر آرہی ہے۔" اور چند منٹ کے اندر اس بارہ تیرہ سالہ لڑکی کو اپنے ہاتھ کے سیاہ پالش لگائے ہوئے انگوٹھے میں چور کی شکل نظر آگئی اور اس نے اس کا نام بتادیا۔ یہ تھا ایک لمبی داڑھی والے بارعب عامل کا جادو۔ دراصل واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک گاؤں میں چار پانچ ہزار روپے کی چوری ہوگئی۔ تمام واقعات ایک شخص کو ملزم ثابت کر رہے تھے مگر کوئی سراغ نہ ملتا تھا۔ آخر اس عامل کو بلوایا گیا اور اس نے مندرجہ بالا طریقہ سے اس شخص کو چور ثابت کیا۔ اب گاؤں کے سب لوگوں نے جن میں بعض بڑے اچھے پڑھے لکھے بھی تھے اس شخص کو اس بنا پر چور سمجھ لیا۔ وہ عامل اجنبی ہے پہلی دفعہ گاؤں میں آیا ہے اور اسے یہ علم بھی نہیں کہ کس پر شک کیا جارہا ہے مگر اس نے بھی اس کو چور گردانا ہے اسلئے یقیناً وہی چور ہے۔

اس عامل کا یہ جادو سراسر فریب تھا۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں ایک علم سے آگاہی حاصل کرنی چاہیئے جسے ہپناٹزم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

انسانی ذہن کی یہ خاصیت ہے کہ جب وہ خاص توجہ سے کسی چیز سے متعلق سوچتا ہے تو اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ اپنے کسی قریبی عزیز کے متعلق سوچیں تو آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ وہ آپ کے سامنے موجود ہے حالانکہ درحقیقت وہ موجود نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ زیادہ تر بیماریاں بھی ہمارے اپنے دماغ کی پیداوار ہوتی ہیں۔ اگر آپ اپنے ذہن میں یہ سوچنا شروع کردیں کہ آپ کو دق ہوگئی ہے تو کچھ عرصہ کے بعد یہ بیماری آپ کو واقعی ہوجائے گی۔ اس ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب برصغیر میں طاعون پھیلی تو ایک ڈاکٹر جو طاعون کے مریضوں کا علاج کیا کرتا تھا ہر وقت یہ سوچتا رہتا کہ یہ بیماری کہیں مجھے بھی نہ ہوجائے۔ ایک دفعہ اس کی طبیعت ذرا خراب ہوگئی تو نوکر کو تھرمامیٹر دیا کہ دھو لاؤ۔ جب اس نے تھرمامیٹر لگایا دیکھا تو ایک سو چار (۱۰۴) بخار تھا فوراً لیٹ گیا کہ مجھے طاعون ہوگئی ہے اور چند منٹ تک واقعی اس کا برا حال ہوچکا تھا۔ فوراً دوسرے ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ جب وہ آیا تو یہ کہنے لگا کہ میری بغلوں میں گلٹیاں بھی نکل آئی ہیں۔ اس نے دوبارہ تھرمامیٹر دھلوا کر

دیکھا تو پھر ۹۸ درجہ بخار تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا اور نوکر سے پوچھا کہاں سے دھوتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ صاحب جو غسل خانے میں گرم پانی ہے وہاں سے دھو کر لاتا ہوں۔ چنانچہ جب عام پانی سے دھو کر دیکھا تو بخار بالکل نہیں تھا۔ دراصل گرم پانی سے دھلنے کی وجہ سے تھرمامیٹر اتنا زیادہ بخار بتا دیتا تھا اور اس کے بعد فوراً ہی وہ ڈاکٹر ٹھیک بھی ہو گیا۔

ہپناٹزم میں بھی یہی ہوتا ہے کہ انسان کی توجہ کو ایک ہی طرف رکھنے کے لئے اس کو کہتے ہیں کہ وہ کسی چمکدار چیز یا عامل کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کردے۔ اس کے بعد عامل اس شخص کو ایسے لہجے میں جو بارعب ہو مگر جس میں حکم یا سختی کا پہلو نہ ہو اسے بار بار وہ کہنا شروع کردیتا ہے جو وہ اس شخص سے کروانا چاہتا ہے۔ مثلاً چور والے واقعہ میں وہ اس کی توجہ کو صرف انگوٹھے کی طرف کرکے کہہ رہا تھا کہ اس میں چور کی تصویر آجائے گی۔ اب وہ لڑکی تو اس گاؤں کی ہی رہنے والی تھی جس میں چوری ہوئی تھی اور اس کے ذہن میں وہی آدمی چور تھا جس پر کہ شک کیا جا رہا تھا چنانچہ اس طرح بار بار کہنے سے وہ ہپناٹائز ہو گئی اور اس کا شک ذہن سے نکل کر تصویر کی شکل میں آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اگر اس عامل کے سامنے کوئی ایسا آدمی کر دیتے جس کو یہ نہ پتہ ہوتا کہ کس آدمی پر شک کیا جا رہا ہے تو وہ عامل ناکام ہو جاتا۔ یہ آدمی سراسر دھوکہ باز ہوتے ہیں اور بعض دفعہ خواہ مخواہ کسی بے گناہ کو بھی پھنسا دیتے ہیں۔

ہمارے ملک میں اس علم کو انتہائی غلط طور پر اور ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عام طور پر دیہاتوں میں ایسے آدمی مل جاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو جن چمٹ جائے تو ہم اس کو نکالتے ہیں یا ہمارے پاس روحیں ہیں اور اس طرح سے سادہ لوح دیہاتیوں کو خوب دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں۔ یورپین ممالک میں اس علم کو باقاعدہ مریضوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سو میں سے ستر مریض ایسے ہوتے ہیں جو محض وہم سے یا اپنی ذہنی الجھنوں کی وجہ سے بیمار ہوئے ہوتے ہیں۔ دراصل انسان کی طبیعت کچھ اس قسم کی ہے کہ وہ شکست کو کبھی تسلیم نہیں کرتا اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی فتح کا پہلو نکال ہی لیتا ہے اور سوچتا ہے کہ قدرت کو یہ منظور ہی نہ تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے فرار کی یہ راہ نہ رکھی ہوتی تو آدھی سے زائد دنیا نامکمل خواہشات کی وجہ سے پاگل ہو کر مر چکی ہوتی۔ مثلاً کوئی آدمی کسی چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اب وہ سوچتا ہے کہ میں نے اس کو ہر حال میں حاصل کرنا ہے۔ آخر اس کا ذہن یہ تکرار شروع کر دیتا ہے کہ وہ تمہاری زندگی کا مقصد ہے اگر تم اسے حاصل کر سکے تو پاگل ہو جاؤ گے اور دماغ کے یہ سوچنے سے آدمی سچ مچ پاگل ہو جاتا ہے یا اس کو دوسرے جسمانی عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو ہپناٹائز کرکے ان کا علاج کیا جاتا ہے انسانی ذہن سے بیماری کے پیدا ہونے کی ایک اور روشن اور واضح مثال ہے کہ ایک مرتبہ چند ڈاکٹروں نے تجربہ کیلئے ایک ایسے مجرم کو حاصل کیا جسے موت کی سزا ہو چکی تھی اور

اس کو کہا کہ ہم تمہارے جسم سے تمام خون نکال کر تمہیں مار دینگے اس کو کرسی پہ بٹھا کر اس کے بازو میں ایک سوئی چبھو دی گئی جس سے ایک ربڑ کی نالی پانی کے ٹب میں جا رہی تھی! اور اس ٹب میں ایک اور نالی کے ذریعے کسی جانور کا خون ملانا شروع کر دیا اور آپس میں باتیں کرنی شروع کر دیں کہ اب اس کا خون ختم ہونیوالا ہے اور اب یہ زرد ہوتا جا رہا ہے اور مرنے ہی والا ہے۔ چنانچہ چند منٹ کے بعد وہ سچ مچ مر گیا۔ جب اس کا پوسٹ مارٹم کر کے دیکھا گیا تو تمام علامتیں وہی تھیں جو کہ تمام خون کے نکل جانے سے موت واقع ہو جانے سے ہوتی ہیں حالانکہ اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص جو کہ ہر وقت خوش و خرم رہتا تھا اور جسے کوئی غم یا پریشانی نہ تھی ہوائی جہاز کے حادثہ میں مر گیا جب اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اسکے دونوں پھیپھڑے دق سے کھائے جا چکے تھے مگر اس نے کبھی دق کی شکایت نہیں کی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اس کا غم و فکر سے آزاد دماغ اسکو یہ کہتا تھا کہ تم صحت مند ہو اور اس طرح وہ بیماری کے باوجود صحتمند تھا اور اگر حادثہ نہ ہوتا تو کئی سال اور زندہ رہ جاتا۔ غرض ہپناٹزم کے ذریعہ بہت سی بیماریوں مثلاً ہسٹریا، پاگل پن، بہرہ پن اور اسکے علاوہ جسم کے کسی بھی حصہ کی درد کو دور کیا جا سکتا ہے بلکہ اب تو آپریشن وغیرہ میں بھی اسکی مدد لی جاتی ہے کیونکہ بیہوش یا سن کرنیکی دوائیاں تو صحت کیلئے مضر بھی ہوتی ہیں لیکن اس کے ذریعہ سے ہم صحت کو ذرہ بھر بھی نقصان پہنچائے بغیر جسم کے کسی بھی حصہ کو سن کر سکتے ہیں۔

ہپناٹزم کے متعلق لوگوں میں عام طور پر بہت ہی غلط اور عجیب و غریب تصور ہے حالانکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک معمولی سی طاقت کا استعمال ہے۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہپناٹائز کر کے مجرم اور مریض کے خلاف غیر اخلاقی کام کرائے جا سکتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ اول تو کوئی شخص بھی آپکو اپنی مرضی کے خلاف ہپناٹائز نہیں کر سکتا اور فرض کریں کہ اس نے آپکو آپ کی بے خیالی میں کر بھی لیا ہے تو آپ سے کوئی ایسا کام قطعاً نہیں کرا سکتا جسے آپ ناپسند کریں۔ اگر وہ زیادہ زور دے تو آپ چونک کر جاگ جائیں گے۔

بیماریوں کے علاج کے علاوہ ہپناٹزم سے گندی عادتوں کو چھڑایا بھی جا سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص حقہ یا سگریٹ کا عادی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ بری چیز ہے اور دل سے چھوڑنا بھی چاہتا ہے تو ایسے شخص کو ہپناٹائز کر کے سلا دیں گے اور نیند کی حالت میں یہ کہیں گے کہ "سگریٹ پینا بہت بری چیز ہے آئندہ جب تم سگریٹ پینے لگو گے تو تمہیں جلے ہوئے ربڑ کی انتہائی گندی بدبو آئے گی"۔ چنانچہ جب وہ جاگے گا اور سگریٹ وغیرہ پینے لگے گا تو فوراً منہ بناتا اور تھوکتا ہوا اسے پرے پھینک دیگا کیونکہ واقعی اسے جلے ہوئے ربڑ کی بو آئے گی اور اس طرح اس کی یہ گندی عادت چھوٹ جائے گی۔

اب زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب کہ اس علم کے ذریعہ سے حیرت انگیز طور پر کامیاب علاج کئے جا سکیں گے اور شاید کچھ عرصہ تک ہمارے ملک میں بھی اس مفید طریقہ علاج کو اپنا لیا جائے گا ✤

---

عبدالسلام صاحب اسلام گوکھووال ضلع لائلپور

# تصویرِ حق!

ہوں اُن کی مشکلوں میں کیوں نہ تو آسانیاں یا رب!
کہ درویشی میں بخشی ہیں جنہیں سلطانیاں یا رب!

دِلوں کی سلطنت کو کر لیا تسخیر احمدؑ نے
دلِ چنگیز و اسکندر میں ہیں حیرانیاں یا رب!

طلوعِ شمس از مغرب چہ دارد مطلب و معنیٰ؟
جبینِ مہدیٔ مشرق کی ہیں تابانیاں یا رب!

ترے محمودؓ کے خاموش وہ جانباز غازی ہیں
سبق آموز جن کی تا ابد قربانیاں یا رب!

اُگے ہیں خارزاروں میں نہالانِ گُلِ وحدت
جوانانِ محمدؐ کی ہیں خوں افشانیاں یا رب!

تری نصرت سے پھیلائیں گے پیغامِ مسلمانی
ہمارے دست و بازو میں رہیں جولانیاں یا رب!

ڈبو دیگا یہ آخر کار ایوانِ ضلالت کو
بپا ہیں سینۂ اسلام میں طغیانیاں یا رب!

ماھنامہ خالد ربوہ

مارچ ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰



مکرم الحاج علی روجز (Ali Rogers) پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بو جنھوں نے اپنی جائیداد کا بیشتر حصہ مشن کے نام وقف کردیا۔ احمدیہ پریس کے لئے ۵۰۰ پونڈ کا گرانقدر عطیہ دیا۔

## سیرالیون (مغربی افریقہ) کے ابتدائی مجاہدین اسلام

مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری

مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔